A-PDF Merger DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the watermark

شہبازِ محمدی

تذکرہ:

محبوبِ ربّانی، غوثِ صمدانی، شیریزدانی

حضرت میاں صاحب محمد صدیق ڈاہر

نقشبندی مجددی مکانشریفی رحمۃ اللہ علیہ

This book is uploaded by
Syed Muhammad Abid Naqshbandi Zafari
Shah Faisal Colony, Karachi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہباز محمدی

★

تذکرہ ۔ محبوب ربانی غوث صمدانی شیر یزدانی قبلہ حضرت میاں صاحب محمد ڈاھر نقشبندی مجددی مکانشریفی ،

اللہ کے پیارے غریبوں کے غمگسار سالکوں کے راہنما واصلوں کے پیر کامل ہادی شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے راز داں قطب ربانی غوث صمدانی حاجی الحرمین شریفین نائب رسول مقبول مجدد عصر حضرت میاں محمد ڈاہر رحمۃ اللہ علیہ آپ نے نہایت سادہ زندگی بسر کی نہایت شفیق و خلیق تھے۔ جو بھی آتا خواہ کسی قسم کا مطلب ہوتا اپنی توجہ عالیہ سے اللہ اللہ کی طرف لگا دیتے تھے کبھی کبھی خلاف شریعت لوگوں کی ڈانٹ ڈپٹ بھی فرماتے۔ آپ خواہ کوئی حاکم ہوتا یا نوکر حق بات بتلانے سے نہ ڈرتے، مریدوں کو لفظ دوست سے یاد فرماتے اور فرماتے کہ میں تو دراصل خادم ہوں جو بیعت کرنے کے لئے عرض کرتا فرماتے میاں کوئی اور پیر پکڑ لو میں تو دو بیٹھا ہوں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

میرے قبلہ حضرت میاں صاحب نے تمام عمر توکلت علی اللہ بسر کی اپنے گھر والوں کی اور دوستوں کی ڈٹ کر تربیت فرمائی اور انبیائے کرام کا طریقہ سکھایا۔ کسب تمام بتائے اور سکھلائے لیکن فرمایا کہ اللہ کی یاد کو اپنا کسب بنانا۔ بندہ نے حضرت صاحب کے حالات مختصر طور پر آج سے چھ سال پہلے قلم بند کئے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کے حالات سے روشناس کراؤں۔ لیکن جب آپ کو معلوم ہوا تو سختی سے ڈانٹ دیا حضرت میاں صاحب جب بھی اپنے مرشد و ہادی حضرت سید ظفر الایمان صاحب کے حالات بیان فرماتے تو ایک وجد سا طاری ہو جاتا۔ اور باقی تمام باتیں آپ کو بھول جاتیں۔ تمام سلاسل علیہ کے متوسلین جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کی ذاتِ گرامی میں پوری مناسبت دیکھتے تمام سلاسل کا آپ کو فیض تھا۔ آپ نے یہ نہ دیکھا کہ یہ فلاں سلسلہ کا یا فلاں پیر کا مرید ہے۔ بلکہ ہر فرد کے لئے اور ہر سلسلہ کے لئے یکساں چشمہائے آبِ حیات کی طرح موجزن ہو کر تشنہ لبوں کو سیرابی بخشی یوں تو بہت سی کتابیں آپ کے حالات کے اندر لکھی جائیں گی، لیکن آپ جس مرتبہ کے انسان تھے آپ کی ذات پر نہ کسی نے قلم اٹھایا ہے اور نہ ہی اٹھائے گا۔

غلام حضرت میاں صاحب
محمد اصغر خان ڈاہر
نقشبندی۔ مجددی۔ مکانشریفی

پیشین گوئیاں

۱۔ حدیث شریف "اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایک مجدد پیدا کرتا ہے جو دین کو فروغ دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اب قیامت تک مجدد میرے سلسلہ سے ہوں گے حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی اسی طریقہ پر ہونگے (مکتوبات جو ہر اوّل)

۳۔ حضرت پیر امام علیشاہ صاحب نے ایکدن اپنے خلیفہ اعظم شیر خانصاحب سے فرمایا کہ خانصاحب جانتے ہو یہ دولت کہاں سے آتی ہے۔ پھر فرمایا یہ مدینہ منورہ روضہ اطہر سے آتی ہے اور اسی طرح سو سال کے بعد پھر جاری و تقسیم ہو گی (معیار السلوک)

۴۔ حضرت میاں صاحب شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد :- مکان شریف میں حضرت پیر بابرک اللہ کی وفات کے بعد جانشینی کے موقع پر حضرت میاں صاحب شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید ظفر الایمان صاحب کو فرمایا کہ آپ گدی کا غم نہ کریں۔ فیض کا بند آپکی طرف لگا دیا گیا ہے اور ایک گدی کی بجائے کئی گدیاں پیدا ہونگی۔

۵۔ حضرت پیر سید ظفر الایمان شاہ صاحب کا فرمان :- ایک دفعہ میاں صاحب موصوف اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ لوگوں کے میاں صاحب تو شیر محمد ہیں اور ہمارے میاں صاحب یہ ہیں جس جگہ ڈیرہ لگا دیں۔ بہت سی خلقت فیض یاب ہو گی۔ ایک دفعہ حضرت سید ظفر الایمان شاہ کے پاس حویلی شریف میں بہت سی خلقت بیٹھی ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے صرف ایک شخص کے لئے یہاں ڈیرہ لگایا ہے جس سے بہت سے لوگوں کو فیض ہوگا۔ لوگوں نے عرض کی حضرت کون ہے وہ شخص تو آپ نے فرمایا ابھی بتانے کی اجازت نہیں۔

آپکے جدِ امجد حضرت میاں محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی :- آپکے جدِ امجد نے فرمایا کہ میری ساتویں پشت والا فرزند ارجمند بہت کامل ولی اللہ ہوگا۔

آپکی پیدائش اور بچپن

آپکے ایک ارشاد کے مطابق حضرت میاں صاحب تقریباً ۱۳۲۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام محمد ہے بچپن میں آپ محمد بخش اور یٰسین کے نام سے مشہور تھے۔

پیر و مرشد آپ کو محمد ڈاہر کے نام سے موسوم فرماتے تھے۔ بچپن میں کلام پاک پڑھنے کے بعد آپ نے مدرسہ میں تعلیم حاصل فرمائی۔ اور پیر احمد شاہ صاحب ذخیرہ والوں سے چند فارسی کی کتابیں اور تفسیر پڑھی بچپن ہی میں آپ کو اللہ اللہ کا شوق تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری عمر ابھی چھوٹی تھی جب میرے والد صاحب تہجد کے لئے اٹھتے تو مجھے بھی مسجد میں ساتھ اٹھا کر لے جاتے۔ کئی دوستوں نے کہا کہ ابھی بچہ ہے۔ اس کو تکلیف نہ دیا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو رات کو اٹھنے کی عادت پڑے گی۔ اور بڑا ہو کر کئی گمراہوں کو راہ راست پر لائے گا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت میاں بہاؤ الدین حضرت پیر حیدر علیشاہ جلالپور والوں کے مرید تھے۔ وہ جب بھی پیر کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ کو ساتھ لے جاتے۔ ایک دفعہ پیر حیدر علی شاہ صاحب نے آپ کو بہت پیار محبت کرتے ہوئے کئی ایک وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

بچپن میں اکثر اوقات جب آپ بازار میں جاتے۔ تو آپ ہندوؤں کو نظر نہیں آتے تھے۔ آپ کے ساتھی ہندوؤں کو نظر آتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو اپنی خاندانی چیز عطا فرمائی اور فرمایا کہ جسم جیز

ہمارے خاندان میں آ رہی ہے وہ آپ کی طرف ظہور کر رہی ہے۔ آپ کے والد صاحب میاں بہاؤ الدینؒ مسجد میں ایک حافظ صاحب کے پاس پڑھتے تھے۔ ڈاہر خاندان سے ایک اور قریبی رشتہ دار بھی آپ کے ساتھ پڑھتا تھا۔ حافظ صاحب نابینا تھے۔ ایک روز حافظ صاحب غصہ میں آکر اُس کو مارنے لگے وہ بہت شرارتی تھا۔ اس نے پکڑ کر کسی اور لڑکے کو آگے کر دیا۔ حافظ صاحب بہت غصہ میں تھے۔ اس کو خوب مارا جب اس کو مار چکے تو سارے لڑکوں نے کہا کہ حافظ صاحب آپ نے دوسرے لڑکے کو مارا ہے۔ جس کو آپ نے مارنا تھا وہ یہ بیٹھا ہے اور اس کا بازو پکڑ کر حافظ صاحب کے حوالہ کیا۔ حافظ صاحب بہت طاقتور آدمی تھے۔ آپ نے اس لڑکے کو زور سے دور پھینکا اور وہ مسجد سے باہر جا گرا۔ گرتے ہی لڑکا اُٹھ بیٹھا۔ اور ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہ حافظ صاحب ہیں تو آپ نائی، تو حافظ صاحب نے فرمایا جا تیری نسل سے قرآن پاک نکال دیا ہے۔ تو ایک شاگرد نے کہا کہ ڈاہروں کو ایسی بد دعا نہیں دینی چاہیئے۔ یہ بزرگ خاندان ہے تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ میاں بہاؤ الدینؒ جو ہے۔ اس کی نسل میں قرآن پاک ڈال دیا ہے چونکہ میاں بہاؤ الدین کا حافظہ نہایت کمزور تھا۔ اس لئے حافظ صاحب نے مزید فرمایا کہ تھی تو یہ دیوار لیکن دیوار میں قرآن پاک ڈال دیا ہے۔ حضرت میاں بہاؤ الدینؒ کی بہت سی کرامتیں مشہور رہیں۔

شجرہ نسب

قبلہ حضرت میاں صاحب میاں محمد ڈاہر بن میاں بہاؤ الدین۔ بن میاں چراغ بن میاں اللہ یار بن حضرت میاں محمد نور بن میاں محمد حکیم بن حضرت میاں محمد حکیم بن حضرت میاں محمد علیہ ڈاہر یہ تمام حضرات بہت بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں۔ حضرت میاں محمد علیہ ایک کامل شخص تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔

حضرت میاں بہاؤ الدین کے متعلق مشہور ہے کہ چور آپ کو نہیں لوٹ سکتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی گندم کٹی ہوئی پڑی تھی۔ رات کو چور اٹھانے آئے جب اٹھا کر چل دیئے تو چوروں کو ایسے معلوم ہوا جیسے بہت سے لوگ ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ حالانکہ وہاں اس وقت کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ چور گندم پھینک کر دوڑ گئے۔ جب تھوڑی دور گئے تو انہوں نے خیال کیا یہ محض ہمارا وہم تھا، آدمی کوئی نہیں تھا۔ گندم پھر آکر اٹھائی تو پھر آدمیوں نے پیچھا کیا۔ پھر گندم پھینک کر دوڑ گئے۔ اسطرح تین مرتبہ ہوا۔ جب چوتھی مرتبہ گندم اٹھائی تو اندھے ہو گئے۔ آخر توبہ کی اور گھر آئے۔ جب صبح ہوئی تو میاں بہاؤ الدین نے جا کر دیکھا کہ گندم بکھری پڑی ہے۔ چور اپنی چادر جس میں گندم بندھی ہوئی تھی چھوڑ گئے تھے آپ چادر لے کر گاؤں تشریف لائے۔ چوروں نے آکر معافی مانگی۔ آپ نے چادر اُن کے حوالے فرمائی۔

ایک اور کرامت

ایک دفعہ بہت مکڑی آئی۔ لوگوں کے تمام فصل اور درختوں کے پتے وغیرہ کھا گئی۔ جونہی مکڑی کا لشکر آیا تو میاں بہاؤالدین صاحب اپنے کھیت کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ مکڑی کا ایک دانہ بھی کھیت میں نہیں گیا۔ مکڑی کے جانے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ تمام کے تمام کھیتوں کا مکمل صفایا ہو چکا تھا۔ لیکن آپ کا ایک تنکا تک ضائع نہ ہوا تو لوگ بہت حیران ہوئے۔

وفات سے پہلے حضرت میاں بہاؤالدین نے فرمایا کہ میرا بیٹا محمد کہاں ہے۔ اسوقت قبلہ میاں صاحب، کو بہت بخار تھا عمر چھوٹی ہی تھی۔ لوگ آپ کو اٹھا کر لے گئے۔ آپ نے گود میں بٹھا کر فرمایا کہ قرآن شریف لے آؤ جب قرآن پاک لایا گیا تو آپ نے قرآن پاک کے چند اوراق الٹے آخر فرمایا وقت تھوڑا رہ گیا ہے اچھا اب دعا ہی کرتے ہیں۔ اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

حضرت میاں صاحب قبلہ کا بچپن میں اللہ اللہ کرنا

حضرت میاں صاحب کا شروع سے ہی اللہ اللہ کی طرف رجحان تھا۔ آپ فرماتے ہیں مجھے ایک بوڑھے آدمی نے درود شریف خضری بتایا۔ اور میں کثرت سے پڑھتا تھا۔ آپ کی جگہ کسی اللہ کے بندے کو سنتے وہاں تشریف لے جاتے ایک دفعہ ایک فقیر صاحب احمد آباد میں تشریف لائے، میاں صاحب بھی ملنے کے لئے

گئے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں جب میں اُن کے پاس گیا تو وہ باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ فقیر اللہ کا دوست ہو گا تو خود بخود میرے سوالوں کا جواب دے گا۔ جو میں نے دل میں سوچے ہیں ابھی میں نے خیال ہی کیا تھا۔ کہ فقیر صاحب واپس لوٹے اور میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لڑکے آپ بہت سعادت مند معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کی عمر بالکل چھوٹی ہے۔ حضور نبی کریمؐ کو بھی نبوت ۴۰ سال کے بعد ملی تھی۔ ابھی ایسے خیالات نہ کریں۔ اور باقی سوالات کے جواب بھی دیئے آپ کی رہائش تقریباً گاؤں کے باہر ہی تھی۔ ہرل خاندان کے چند لوگوں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ساتوں گھر ہی تباہ ہو گئے کئی آدمی تو یہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور ہی چلے گئے۔ اور اسی سال ہی سیم احمد آباد میں آ گئی۔ اور تمام زمین بیکار ہو گئی۔ خاص کر ہرلوں کی زمین تو بالکل تباہ ہو گئی۔ جب حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب سے آپ بیعت ہوئے اور ان کی دعائے گرامی سے زمین پھر آباد ہوئی۔ حضرت میاں صاحب بچپن میں بہت فاقہ کشی کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے متواتر سترہ دن تک کچھ نہ کھایا۔

قطب زماں حضرت سید ظفر الایمان صاحب کا گذر جہانیاں میں اور میاں صاحب پر ایک نظر

ایک دن سید ظفر الایمان صاحب موضع جہانیاں میں تشریف لائے آپ بھی ان کی زیارت کو گئے آپ نے پیر صاحب کے پاس جاتے

ہی دردناک اشعار سنائے جو آپ نے خود تصنیف فرمائے تھے پیر صاحب نے فرمایا رات کو ضرور آنا چنانچہ میاں صاحب ہر رات کو پیر صاحب کے پاس جہانیاں جاتے جس رات خود نہ جاتے پیر صاحب بلوا بھیجتے۔ حضرت شاہ صاحب بھی تاڑ گئے تھے کہ یہ وہی شہباز ہے جس سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوں گے۔ آپ کو بیعت ہونے کے لئے کہا لیکن میاں صاحب نے عرض کی کہ حضرت ہمارے پیر اور ہیں تاہم شاہ صاحب نے ایک نگاہ ڈالی جس سے میاں صاحب کے دل میں شاہ صاحب کا ہر وقت خیال رہنے لگا۔ جب سید ظفر الایمان شاہ صاحب واپس تشریف لے گئے۔ پھر بھی جب جہانیاں کے لوگ حاضر خدمت ہوتے تو آپ کے متعلق پوچھا اور فرمایا کہ اس لڑکے محمد ڈاہر کو لازماً ساتھ لانا۔ بلکہ ایک آدمی کو فرمایا کہ تو تب آنا جب وہ لڑکا تیرے ساتھ آئے

میاں صاحب نے فرمایا کہ ایک روز میں ایک بیری کے سایہ میں کھڑا تھا کہ یکایک ایک درد سا پیدا ہوا اور دل میں پیر صاحب کی بیعت ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا پھر کیا تھا ہر وقت پیر کے عشق میں مدہوش تھے۔ اور اس وقت کے انتظار میں تھے کہ مکان شریف پہنچ کر حضرت صاحب کی قدم بوسی کروں۔ انہیں دنوں حضرت پیر امام علیشاہ صاحب کا عرس مبارک تھا اور بہت سے لوگ مکان شریف جا رہے تھے۔ آپ بھی اپنے ایک دوست علی محمد کے ہمراہ باقی لوگوں کے ساتھ مکان شریف روانہ ہوئے۔ سفر اگرچہ ان دنوں بہت کٹھن تھا۔ لیکن آپ کو دوران سفر کوئی مشکل پیش

نہ آئی کیونکہ عشق الٰہی سینہ میں موجزن تھا۔ جب سالار والہ اسٹیشن پر پہنچے تو آپ گاڑی دیکھ کر بہت ڈرے کیونکہ میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں نے گاڑی پہلی دفعہ دیکھی تھی چنانچہ جب آپ مکان شریف پہنچے تو اس وقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح اور صاحبزادہ حضرت پیر مظہر قیوم صاحب سجادہ نشین مکان شریف اور حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب ایک ہی جگہ تشریف فرما تھے۔ دربار میں داخل ہوتے ہی جونہی نظر حضرت سید ظفر الایمان شاہ پر پڑی۔ فرط محبت کے ساتھ شعروں میں اپنا تمام حال سنا ڈالا۔ حضرت سید ظفر الایمان صاحب اٹھے اور آپ کو ایک طرف لے گئے اور بہت پیار کیا تو آپ نے حضرت صاحب سے بیعت ہونے کے لئے بھی عرض کی۔ چنانچہ حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب نے آپ کو بیعت فرمایا اور آپ کو اسم ذات کے علاوہ درود شریف کی کثرت کو کہا۔ میاں صاحب فرماتے تھے کہ میں نے گھر آ کر جتنی تعداد میں درود شریف حضرت صاحب نے فرمایا تھا تین گنا کر دیا۔ تو جب پیر صاحب کو معلوم تو آپ نے فرمایا کہ اس طرح زیادتی کرنے سے ہانڈی کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور تعداد مقرر فرما دی۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رح سے ایک ملاقات

ایک عرس کے موقعہ پر جب آپ مکان شریف تشریف لے گئے تو ایک جگہ میاں صاحب شیر محمد

شرقپوری بھی تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک قاری اللہ بخش نامی بھی
وہاں تشریف فرما تھے جو کہ آپ کے والد بزرگوار کے استاد تھے۔ تو قاری
صاحب نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے فرمایا کہ حضرت یہ لڑکا ہمارا
بہت عزیز ہے۔ اور ڈاہر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ جو کہ بہت بزرگوار
خاندان ہے۔ تمام لوگ اس وقت روٹی کھا رہے تھے۔ اور میاں شیر محمد
صاحب ہر ایک آدمی کو روٹی کے ساتھ خربوزہ کی قاشیں عطا فرما رہے تھے۔
تو میاں شیر محمد صاحب نے اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا کہ ہمارے ساتھ مل
کر روٹی کھاؤ کھانا کھانے کے بعد حضرت میاں شیر محمد فرمانے لگے کہ عزیزا ماں کی
خدمت کیا کرو کیونکہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے۔ تو آپ نے میاں شیر محمد
سے عرض کی حضرت اب میں مکان شریف نہ آؤں۔ تو میاں شیر محمدؒ نے
حیران ہو کر فرمایا کیوں تو آپ نے فرمایا۔ کہ میرے والد بزرگوار رحلت فرما
چکے ہیں۔ اور ہم گھر کے کافی افراد ہیں پیشہ زمیندارا ہے اور گھر کا سارا کام میرے
ذمہ ہے اور مائی صاحب فرماتے ہیں کہ بس گھر کا کام کرو۔ تو میاں صاحب
شیر محمدؒ نے فرمایا کہ میاں مائی صاحبہ کی بھی خدمت کرو اور اپنے مرشد کے
پاس بھی آیا کرو۔ بلکہ آپ کو پیر کے پاس ہر رات جانا چاہیئے۔ آپ کو تو
اڑھائی کوس مکتہ ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ واقعی میرا سفر گھر سے
پیرخانہ تک اڑھائی کوس تھا۔ میاں شیر محمدؒ نے مزید فرمایا کہ مرشد کچھ دے
یا نہ دے آپ بلا ناغہ ہر رات جایا کریں۔ فیض خود بخود آئے گا۔ چونکہ آپ
کے راستہ میں قبرستان تھا جس سے آپ کو ڈر لگتا تھا۔ اس لئے میاں شیر محمدؒ

...گے۔ کہ میاں میرے راستہ میں بھی ایک قبرستان تھا۔ اور مجھ کو بھی بہت
...لگتا تھا۔ چنانچہ ایک رات قبرستان سے گذرتے ہوئے بہت ڈر آیا میں
...ستان میں ایک خستہ قبر پہ جا کر لیٹ رہا اور نفس کو کہا کہ اب ڈر لے جتنا
...ہے۔ اس کے بعد پھر کبھی ڈر نہ آیا۔

...حویلی شریف ہر رات جانا حضرت میاں صاحب اپنے مرشد خانہ حویلی شریف ہر رات
جاتے عشاء پڑھنے کے بعد چارپائی پر کپڑا ڈال کر خود حویلی شریف چلے
...راستہ میں آہستہ چلتے بلکہ دوڑ کر جاتے حتیٰ کہ حویلی شریف پہنچ جاتے وہاں اگر وضو کبھی ہوتا
...ہوتا تو ساری رات ہی باہر گذار دیتے۔ رات کو میاں صاحب گرمیوں
...پیر صاحب کو پنکھا جھلاتے اور سردیوں میں پاؤں دباتے۔ میاں صاحب
...تے ہیں کہ مٹھی بھرنے کی عادت یہاں تک پڑ گئی کہ اگر پیر صاحب اپنا
...کھینچ بھی لیتے تو بندہ چارپائی کے بازو پر ہی مٹھیاں مارتا رہتا۔ اور
...رات کو حویلی شریف میں کبھی فراغت ہو جاتی تو پیر صاحب کے باغ
...میں جا کر زمین کھودتا تاکہ نیند نہ آئے۔ سردیوں میں پانی ہر وقت گرم
...رکھتا اور جب پیر صاحب تہجد کے لئے اٹھتے۔ تو آپ کو وضو کروا تا پھر
پیر صاحب اپنا دست مبارک باہر نکالتے اور میں ہاتھ چوم کر حویلی شریف
سے واپس آجاتا اور دوڑ کر ہی گھر آتا۔ میاں صاحب صبح کی نماز سے پہلے گھر
پہنچ جاتے کیونکہ سرکار حویلی شریف والے تہجد ہمیشہ ۲ بجے رات پڑھتے
...میاں صاحب نے ہفتوں اور مہینوں نہیں بلکہ عرصہ دراز تک کیا جس
...سخت سردی یا بارش ہوتی تو نفس کو اور زیادہ تیز کرتے اور فرماتے۔ کہ

اے نفس اگر تو آج رات نہ گیا تو کچھ بھی نہیں ہے۔

میاں صاحب فرماتے تھے کہ میرے حویلی شریف سفر کے دوران رات کو اکثر میری ٹانگوں سے سانپ لپٹ جاتے۔ بندہ ان کو ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیتا، فرماتے ہیں، کہ ایک دن ایک سانپ نے میری دونوں ٹانگوں کو خوب جکڑ لیا تو آپ نے اس کو ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور ارادہ کیا کہ جا کر حضرت صاحب کو دکھاؤں گا۔ لیکن تھوڑی دور جا کر خیال آیا کہ حضرت صاحب ناراض ہوں گے، سانپ کو چھوڑ دیا۔ ایک روز سرکار حویلی شریف والے دربار بھنگسی میں مقیم تھے اور بہت سی خلقت بیٹھی ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا محمد کو بلاؤ تو کئی ایک محمد نامی شخص آپ کے مرید تھے۔ تو وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ محمد ڈاہر کو بلاؤ جب آپ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ میاں رات کو آنا تو کام ہے کوئی مردوں والا کام کرو اور محض ہم کو تنگ نہ کرو۔ آپ نے عرض کی حضرت ارشاد فرمائیں تو وہ کام کروں گا۔ تو حضرت صاحب چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے دونوں پاؤں اکٹھے کر لیے اور ہاتھ باندھ کر سر نیچا کر لیا۔ کافی وقت سر جھکانے کے بعد سر اٹھایا۔ اور فرمایا کچھ سمجھ میں آیا ہے؟ تو میاں صاحب نے عرض کی نہیں تو اعلیٰ حضرت نے پھر اسی طرح سر کو جھکایا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ کچھ سمجھ میں آیا ہے یا نہیں؟ تو میاں صاحب نے عرض کی حضرت نہیں۔ تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ اس طرح ہاتھ پاؤں باندھ کر بے حس بے حرکت بیٹھ جاؤ ہم خود وہاں آپ کو ملیں گے حویلی شریف میں بھی آنے کی کوئی ضرورت نہیں یا پھر

یا پھر ہم آپکو بلائیں تو تب آنا۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ کام شروع کرو۔ حضرت پیر صاحب پہلے بھی میاں صاحب کو توکلت علی اللہ کے مسائل سناتے تھے اور فرماتے تھے کہ سب کام حوالہ بخدا کرو۔ اس دفعہ پیر صاحب نے فرمایا اگر یہ کام نہ کر سکو تو پھر اس طرح ہمارے پاس آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی آپ پھر اس لائن میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔ پھر دوسرے مریدوں کی طرح کہیں چھ ماہ کے بعد آ گیا اور تعویذ وغیرہ لے گیا۔

چونکہ گھر کا کام بہت تھا اور آپ کے ہی ذمہ تھا۔ اس لئے آپ کو یہ کام بہت مشکل نظر آنے لگا۔ حویلی شریف میں طریقہ یہ تھا کہ کافی تعداد میں گھوڑیاں تھیں اور ہر درویش کے ذمہ ایک ایک گھوڑی ہوتی تھی کہ اس کی ہر قسم کی دیکھ بھال کرنی ہوتی تھی۔ میاں صاحب نے پیر صاحب سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں دو گھوڑیاں رکھوں گا۔ اور گھوڑیاں ہر ہفتہ کے بعد حویلی شریف لا کر دکھاؤں گا۔ اور ہر رات کو بھی آیا کروں گا۔ مگر آپ مجھے کام کرنے سے منع نہ فرمائیں تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا اگر اللہ اللہ کرنی ہے تو یہ کام لازماً کرنا پڑے گا۔ اور رات کو آنا بھی ترک کرو اور سخت تاکید فرمائی۔ ایک ہفتہ کے اندر یہ کام شروع کرو۔ اس وقت ہاڑی کا موقع تھا۔ کام جلدی جلدی ختم کرنا چاہا۔ لیکن کام نصف بھی ختم نہ ہو سکا آخر آپ ساتویں روز ایک جگہ صاف کر کے چلہ کرنے والا یہی بیٹھ گئے اور محمد بخش کمہار جہانیاں والا کے ہاتھ سلام عرض کر بھیجا کہ حضرت میں نے آج وہ کام شروع کر دیا ہے تو حضرت صاحب

بہت ہی خوش ہوئے۔ سرکار حویلی شریف والوں نے اور کئی ایک درویش کئی طریقوں پر لگائے کسی کو حکم دیا کہ وہ جنگل میں تاحکم ثانی پانی پلائے اور کسی کو حکم دیا کہ وہ چنیوٹ سے چک جھمرہ والی سڑک پر لوگوں کو پانی پلائے قصہ مختصر آپ کے کام چھوڑنے پر بہت ہی مشکلات آپ کو پیش آئیں علمائے کرام نے بھی فتوے لگائے کہ اس طرح بیٹھنا سخت گناہ ہے شریعت کے برخلاف ہے اور یہ کوئی فقیری نہیں ہے۔ آپ کا ایک بڑا بھائی تھا۔ جو کہ برخوردار رہتا تھا۔ اُس نے جب سنا تو بہت طعن تشنیع کی کوئی آدمی کہتا کہ یہ ہل چلانے سے تنگ آگیا ہے۔ آپ چونکہ حضرت صاحب کو سر دے چکے تھے۔ اس لئے آپ نے کسی کی بھی پرواہ تک نہ کی۔ چونکہ رات کو حویلی شریف میں آنے جانے سے اس قدر برکات تھے جس کا کوئی شمار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ فضل بے اندازہ ہوتا۔ اس لئے تمام گھر والوں نے کام کرنے کو مجبور کیا۔ حتیٰ کہ آپ کی مائی صاحبہ حویلی شریف گئیں اور حضرت صاحب سے عرض کی کہ حضرت اپنے مرید کو کام کرنے کی اجازت بخشیں، لیکن حضرت صاحب نے فرمایا مائی صبر کرو۔ اگر ہمارا ہاتھ پڑ گیا تو سینکڑوں لوگ آپ کا کام کریں گے۔ اور اگر کام نہ بنا تو اسی سال اس کو کام کرنے کی اجازت دے دیں گے۔

آپ کی اویسی بیعت

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ شمس الاولیا حضرت شاہ حسین المعروف بھورہ شریف والوں کے ساتھ ہمارا بہت گہرا

[illegible] ہے آپ ذرا توجہ ادھر کریں اور پھر فیض آتا دیکھیں اور آپ کے مزار اقدس پر اتنا فیض ہے کہ عام آدمی کو معلوم ہوتا ہے جیسے مزار اقدس پر [illegible] ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں مکان شریف میں اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا۔ چونکہ زیادہ گھر سے دور کبھی نہیں نکلا تھا۔ اس لئے مجھ [illegible] درد تھا۔ غربت، بے وطنی اور پیر کے عشق نے طبیعت کو اتنا گداز [illegible] یک روز بندہ جب مزار بھورہ شریف والوں پر بیٹھا اور آنسو بہا [illegible] تھا۔ تو بھورہ شریف والے بندہ سے بلا واسطہ کلام فرمانے لگے اور مزار [illegible] پر تشریف لائے۔ پھر تو بندہ جب بھی کام سے فرصت پاتا تو بھورہ شریف میں آ جاتا۔ آخر ایک روز بھورہ شریف والوں نے بندہ کو بیعت [illegible] اس بات کا علم جب حضرت پیر روشن ضمیر سید ظفر الایمان صاحب [illegible] تو بہت ہی خوش ہوئے۔ سجادہ نشین مکان شریف صاحبزادہ حضرت [illegible] قیوم صاحب بھی تشریف فرما تھے فرمانے لگے کہ اس لڑکے نے تو مکان شریف کا فیض لوٹ لیا ہے۔ اور گدی والے پیر صاحب نے بہت پیار کرنے [illegible] ہے بلکہ ہے بہت سی کتابیں آپ کو عنایت فرماتے اور فرماتے [illegible] آپ لوگوں کو اللہ اللہ کی طرف لگائیں گے۔ تو مجھے بھی کچھ حصہ [illegible] ے گا۔

[illegible] الی سرکار حضور علیہ السلام رسول صاحب کا ایک عورت کو خواب میں ملنا اور ڈیوٹی بھیجنا

حضرت قبلہ میاں صاحب نے جب کام چھوڑا تو بہت ہی مشکلات پیش

آئیں ایک دن تمام گھر والے کہنے لگے۔ کہ چونکہ میاں صاحب کام نہیں کرتے اس لئے ہم سے روٹی نہیں دی جاتی۔ تو میاں صاحب نے خدا کے حضور گذارش کی کہ اب میں روٹی نہیں کھاؤں گا۔ اگر دینی ہے تو تو ہی دے چنانچہ اس دن آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا اور اندر بیٹھ گئے بھائیوں نے صرف برائے نام ہی روٹی کھانے کو کہا لیکن آپ چونکہ بہت تنگ تھے۔ اس لئے انکار کر دیا۔ ایک اور آدمی آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور گذارش کی کہ دروازہ کھولیں میں نے ایک ضروری گذارش کرنی ہے لیکن آپ نے دروازہ بالکل نہیں کھولا۔ آخر اس نے دو روپے دروازہ کی درزوں سے اندر پھینک دیئے اور دعا کا خواستگار ہو کر چلا گیا۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے وہ چاندی کے دو روپے اٹھا لئے اور منہ میں ڈالے اور چبائے اور باری تعالیٰ سے عرض کی کہ باری تعالیٰ تو نے مجھے یہ روٹی عنایت کی ہے اور جو دو روپیہ اندر پھینک دیئے حضرت میاں غلام رسول صاحب لنگر مخدوم والے جن کا شمار بھی اولیاء کرام میں ہے ان کے روضۂ اقدس پر بہت مجاور رہتے تھے۔ ایک عورت آپ کی زیارت کے لئے مدت سے دعائیں کرتی تھی۔ اسی روز میاں غلام رسول صاحب خواب میں اس عورت کو ملے اور فرمایا جلدی کھانا روٹی تیار کر دے۔ خدا کا ایک محبوب ہے اس نے آج خدا سے منہ باندھ رکھی ہے فوراً وقت پر روٹی پہنچا۔ اگرچہ گاڑی اسٹیشن پر آنیوالی ہے۔ لیکن جب تک تو نہ جائے گی گاڑی نہیں چلے گی۔ اور اسٹیشن چنیوٹ سے آگے چھ میل کے فاصلہ پر ہم گاڑی خود ٹھہرائیں گے وہاں اتر جانا اور دو تین

مربعہ کے فاصلہ پر چاہ کری والا پر ایک حجرہ میں آپ مقیم ہیں۔ چنانچہ اس عورت نے جلدی سے چوری بنائی اور سفر طے کرتی ہوئی اسٹیشن پر پہنچی تو گاڑی ابھی کھڑی تھی جب سوار ہوئی تو چل دی۔ چنانچہ چنیوٹ سے آگے مقررہ جگہ پر گاڑی آ کر خود بخود ٹھہر گئی عورت اتر پڑی اور آپ کے ڈیرہ پر پہنچ گئی حضرت میاں صاحب نے دروازہ بند کیا ہوا تھا۔ اس نے دروازہ کو کھٹک دی اور عرض کی حضرت دروازہ کھولو اور روٹی قبول فرماؤ لیکن آپ نے دروازہ نہ کھولا جب کافی اصرار کے باوجود آپ نے دروازہ نہ کھولا۔ تو عورت نے خواب کا قصہ اور گاڑی کا واقعہ سنایا تو آپ نے دروازہ کھول دیا۔ روٹی قبول فرمائی اور سب گھر والوں کو بھی اس میں سے حصہ عطا فرمایا اس کے بعد روٹی مقررہ وقت پر پہنچ جاتی اور گھر والے اپنی غلطی کے معترف ہو گئے۔

ابدالوں کا آپ کے در اقدس پر سر جھکانا

آپ نے فرمایا انہی دنوں میرے پاس بہت درویش رہنے لگے۔ اور کئی ابدال آنے لگے۔ مجھ عاجز حقیر سے کئی ایک ابدالوں کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا کوئی نہ کوئی ابدال ضرور میرے پاس رہتا کوئی چالیس دن رہ کر جاتا۔ کوئی زیادہ رہتا۔ ایک دن ایک ابدال آیا بالکل جسم سے ننگا تھا۔ ہم نے اس کے گرد پٹکا سا باندھ دیا۔ صبح اٹھ کر ہماری اراضی کے گرد چکر لگاتا اور زور سے دوڑتا۔ بلانے پر واپس آ جاتا۔ لیکن ہر وقت ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے سانس چڑھا ہوا ہے اور ہانپ رہا ہے۔ چالیس دن کے بعد چلا گیا۔ آپ نے فرمایا ایک اور ابدال ظاہر ہوا حضرت میاں صاحب کے

ڈیرہ پر ہی رہتا ایک ابدال کھانا نہیں کھاتا تھا۔ سُرخ مرچیں تقریباً پاؤ بھر روزانہ کھاتا اور رات کے وقت کچہری لگاتا اور زور زور سے باتیں کرتا اور ایسا معلوم ہوتا جیسے لوگوں کے فیصلے کر رہا ہے۔ مثلاً کسی ایک آدمیوں کے نام لے کر کہتا جا تجھ کو بری کر دیا ہے جاؤ تم آدمیوں کو اتنے سال قید ہے میاں صاحب نے فرمایا کئی دفعہ ہمارے گاؤں کے آدمیوں کے یا گرد و نواح کے لوگوں کے نام لیتا جو ان کے لئے رات کو کہتا وہی بات ان سے پیش آتی۔ فرماتے ہیں ایک دن ایک اور ابدال ظاہر ہوا۔ اس نے کہا کہ میرے لئے دانے بھنوا کر لاؤ تو میاں صاحب کئی قسم کے دانے بھنوا کر لے گئے تو ایک ایک دانہ اٹھاتا اور اس کو چباتا اور ہر قسم کے دانوں میں سے ایک ایک دانہ لے کر کھایا۔ اور بس کر دی۔ میاں صاحب نے فرمایا ایسا کیوں کیا ہے کہنے لگا۔ میرا کتا نفس بھونکتا تھا۔ اب اس کا منہ بند کر دیا گیا ہے اور کئی ایک ابدالوں کے قصے بندہ کو میاں صاحب نے سنائے۔ کتاب کی ضخامت کے ڈر سے انہیں پر اکتفا کر دیا گیا ہے۔

حضرت میاں صاحب کا فنا فی الشیخ ہونا

حضرت میاں صاحب قبلہ جب کبھی بیان فرماتے اور دوران گفتگو اعلیٰ حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب کا ذکر خیر آجاتا۔ تو پھر آپ کو ساری باتیں بھول جاتیں اور ایسا معلوم ہوتا جیسے آپ پر وجد طاری ہو گیا ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے پیر و مرشد کا عشق اس قدر تھا۔ کہ دنیا کی مطلقاً کوئی پرواہ تک نہ ہوتی تھی۔ اور کسی

حاکم یا بادشاہ کی کوئی خبر تک نہ ہوتی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں روزانہ رات کو حویلی شریف جاتا عشق ایسا غالب تھا کہ سفر کا کوئی پتہ ہی نہ چلتا تھا۔ راستہ میں ایک نہر تھی۔ نہر کا پل ذرا راستہ سے دور تھا۔ بندہ نہر اور پل کے انتظار میں رہتا کہ حویلی شریف میں پہنچ جاتا۔ کبھی کبھی بہتی ہوئی نہر پر سے گذر جاتا اور معلوم تک نہ ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ طالب جب تک اپنے شیخ کامل کی ذات میں اپنے آپ کو گم نہ کرے ذکر و تذکرہ کچھ فائدہ نہیں دیتا رابطہ شیخ اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا آسان طریقہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب کو سرکار حویلی شریف والوں نے کسی کام کے لئے کسی گاؤں میں بھیجا میاں صاحب گھوڑی پر سوار تھے۔ جب گاؤں نیون دھرایاں میں پہنچے تو عورتیں اور مرد جو حویلی شریف والوں کے مرید تھے۔ باہر نکلے اور کہنے لگے کہ سرکار حویلی شریف والے تشریف لائے ہیں اور سلام کرنے لگے اور لوگوں کو میاں صاحب کی پہچان نہ ہو سکی اور آپ کو حویلی شریف والے پیر سمجھتے رہے۔ آپ حویلی شریف والوں کے تصور میں ایسے گم تھے کہ میاں صاحب خود ہی حویلی شریف والے معلوم ہوتے تھے۔ چونکہ وہاں رشتہ دار بھی تھے آپ گاؤں میں داخل ہوئے اور چارپائی پر جا کر بیٹھے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ قریب آکر بیٹھیں تو آپ نے نہایت ادب سے پھوپھی جان کہہ کر سلام عرض کیا اور وہ حیران ہو کر بولی اُرے تم تو محمد ہو، تب جا کر لوگوں کو آپکی پہچان ہوئی

اجازت نفی اثبات لا الٰہ الا اللہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں حویلی شریف

کثرت سے جاتا تھا میری والدہ صاحبہ جس کام کے لئے دعا فرماتی وہ فوراً ہو جاتا وہ دعائے سریانی کے ایک شعر کی عاملہ تھیں میں ایک دن گھر آیا اور والدہ صاحبہ سے عرض کی کہ میں حویلی شریف جا رہا ہوں۔ آج میرے لئے وہ عمل اپنا سجدہ میں پڑھ کر دعا فرما دیں کہ حضرت صاحب مجھے آج اپنا سارا فیض عطا فرما دیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا اچھا آج پڑھوں گی تو آپ نے عرض کی کہ اس طرح نہیں۔ آپ اب پڑھیں چنانچہ میں نے مائی صاحبہ کو وضو کروا دیا اور مصلےٰ ڈال دیا مائی صاحبہ پڑھنے میں مشغول ہو گئیں وظیفہ ایک گھنٹہ کا تھا۔ اور حویلی شریف کے راستہ میں بھی تقریباً اتنا ہی وقت لگتا تھا۔ میں نے کوشش کی کہ مائی صاحبہ کے وظیفہ پڑھنے سے پہلے پہنچ جاؤں چنانچہ جب میں حویلی شریف پہنچا۔ حضرت صاحب کے پاس بہت سی مخلوق بیٹھی ہوئی تھی حضرت صاحب مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ میاں محمد صاحب بھی آ گئے اور اٹھ کھڑے ہوتے اور مجھ کو ساتھ لے کر باہر نکل گئے اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں اور فرمایا دیکھو ہر ایک پتہ پر اللہ تعالےٰ نام لکھا ہوا ہے اور ہر پتہ پر اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے اور فرمایا پہلے آپ کا سبق اللہ ہو تھا لیکن آج آپ کو وہ چیز عنایت کر رہا ہوں جسے پڑھ کر انبیائے کرام نبوت تک پہنچے اور ولیوں کو ولایت نصیب ہوئی اس چیز سے بڑھ کر دنیا اور مافیہا میں کوئی چیز انسان کو زیادہ ترقی دینے والی نہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ حویلی شریف والوں کے پاس کچھ ہے تو وہ یہ ہے لا الہ الا اللہ اور اعلےٰ حضرت سرکار حویلی شریف والوں نے ۳ دفعہ کلمہ شریف پڑھا۔ اور آپ کو بھی پڑھنے کے لئے فرمایا

لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ اور جب سانس لو تو محمد رسول اللہ پڑھا کرو۔

مدینہ منورہ سے ابدال کا آنا اور نائب رسول کا خطاب

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے بھائی وغیرہ سب قید میں تھے۔ اور گھر میں بھی ہر قسم کی تنگی تھی حضرت سید ظفر الایمان صاحب ان دنوں مکان شریف چلے گئے تھے۔ تو میں نے ان دنوں میں با پرہیز ہو کر اللہ الصمد کی زکوٰۃ نکالی صرف آٹھویں پہر تھوڑی سی جو کی روٹی سنت کے مطابق کھاتا۔ ان دنوں یہ مشہور ہو گیا تھا۔ جو ایک دفعہ میاں صاحب کے پاس جائے یا آپ کے پیچھے ایک نماز پڑھ لے اللہ کے عشق میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ انہی دنوں ایک رات جب حضرت میاں صاحب یادِ الٰہی میں مشغول تھے ایک عجیب ہی مشاہدہ ہوا۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی صندوقچی تھی اس کو ہر وقت تالا لگائے رکھتے تھے۔ آپ نے صندوقچی کو کھلی ہوئی دیکھا اور اس میں ایک ڈبیہ ہے۔ اس میں سے سبز نور جیسے تنور سے دھواں اٹھتا ہے۔ اُبل رہا ہے۔ اور تمام حجرہ اس نور سے منور ہے۔ دفعتاً دیکھا کہ حویلی شریف والے تشریف لائے ہیں۔ اور پھر دیکھا کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ میں کھڑے ہیں کوئی کہتا ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا میں جائے نماز سے جلدی سے اٹھا چونکہ بہت کمزور ہو چکا تھا۔ اس لئے

پاؤں لڑکھڑا گیا۔ دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نظروں سے غائب ہو چکے ہیں یہ خواب نہ تھا۔ انہی دنوں میاں صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے تمام لطائف کے انوار دکھائے اور ساتھ ساتھ انبیائے کرام کی زیارتیں بھی ہوئی اور جس پیغمبر کے قدموں سے لطیفہ کی ولایت شروع ہوتی اس لطیفہ کا نور بھی دکھایا جاتا۔ حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارتیں خاص طور پر ہوئیں حضرت علیہؑ کی ایک مونچھ سفید تھی۔ جس شب کو آفتاب عالم جناب رسالت مآب تشریف لائے تھے۔ اسی صبح ایک گاڑی چنیوٹ سے آئی اور آپ کے ڈیرہ کری والا کے قریب آکر ٹھہر گئی اور ایک آدمی ضعیف البدن آپ کے پاس آیا اور کہا میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں اور مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ گاڑی میں نے کھڑی خود بھی اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھی تھی۔ اس ابدال نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نائب رسول کا خطاب دیا ہے اور آپ کی تمام مشکلات انہی دنوں حل ہو جائیں گی۔ اور اس نے کہا کہ میں اب کشمیر میں جاکر شام کی نماز پڑھوں گا۔ اس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ اس نے کئی ایک کرامات دکھائیں۔ جونہی وہ حجرہ سے باہر نکلا اور میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھی ساتھ ہی نکلا وہ حجرہ کے دوسری طرف مراجعت میں دوسری طرف گیا تو وہ غائب ہو گیا تھا۔

اجازت نامہ کے لیے حویلی شریف والوں کو سخت حکم

حضرت میاں صاحب

کو آپ کے پیر و مرشد نے کئی دفعہ اجازت فرمائی کہ لوگوں کو اللہ اللہ بتایا کرو ایک دفعہ حضرت میاں صاحب مکان شریف حاضر ہوئے بھورہ شریف پر حویلی شریف والے آپ کے پیر و مرشد بھی بیٹھے تھے اور میاں صاحب بھی وہاں تھے کہ حویلی شریف والے بھورہ شریف سے اٹھے اور میاں صاحب کو بھی بلایا اور فرمایا لوگوں کو اللہ اللہ بتایا کرو اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں۔ اور فرمایا آپ کے پاس جو بھی درویش آئیں۔ ان کو خدا نہ بنا لینا۔ یعنی یہ نہ کہنا کہ ان آدمیوں کے علاوہ کام نہیں چل سکتا۔ بلکہ جو آدمی ساتھ رہے تربیت کے لئے کبھی کبھی سختی بھی کرنا۔ اور گھر سے دور جاکر ڈیرہ لگا دو اور میری محنت ضائع نہ کرو ایک دفعہ اعلیٰ حضرت سرکار حویلی شریف والے سخت بیمار تھے اور بہت سی خلقت آپ کے پاس تھی تو حویلی شریف والے فرمانے لگے کہ میں رشد و ہدایت کے لئے کافی آدمی تیار کر رہا تھا۔ جس طرح کمہار برتنوں کی بھٹی چڑھاتا ہے۔ میں نے بھی اس کام کی بھٹی چڑھائی ہوئی تھی۔ اور میاں صاحب محمد ڈاہر کا کام کافی دیر سے مکمل ہو چکا تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ جتنے آدمی کامیاب ہوتے اکٹھے اجازت نامے لکھے جاتے۔ لیکن آج میاں صاحب کے لئے سخت حکم آگیا ہے کہ ان کو جلدی اجازت نامہ دیا جاوے۔ حضرت میاں صاحب پہلے بھی اپنے پیر و مرشد سے عرض کرتے تھے کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ سمجھنا کہ یہ حویلی شریف والوں کی ٹوکری ہے جو سر پہ اٹھا رہا ہوں۔

آپ کو پہلے بیکانیر کا حکم فرمایا کہ وہاں

جا کر اللہ اللہ لوگوں کو سکھاؤ، لیکن پھر یہ حکم منسوخ کر دیا اور فرمایا اس میں رازِ الٰہی ہے۔ تھوڑے دنوں بعد پاکستان بن گیا۔ اور فرمایا اب کراچی سے لے کر پشاور تک پاکستان میں جس جگہ مرضی ہو ڈیرہ لگا دیویں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب کا اکیس سال احمد آباد میں عید پڑھانا

حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت پیر صاحب کا مجھ پر نہایت کرم تھا حضرت صاحب ایک دن فرمانے لگے کہ محمد طاہر ہمارے پاس تمام سال آتا رہتا ہے ہم سال میں ایک دفعہ ضرور آپ کے پاس آئیں گے۔ اور سرکار حویلی شریف والے میاں صاحب کو فرمانے لگے کہ ایک دن آپ منتخب کر لیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں کافی دن غور فکر کرتا رہا آخر آخری جمعہ رمضان المبارک کا حضرت صاحب کے آنے کا دن دل میں مقرر کیا۔ ایک دن مجھے ایک سفید ریش بزرگ جو میرے واقف نہ تھے ملے اور خود ہی پوچھا کہ پیر صاحب نے آپ کو دن مقرر کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ کون سا دن آپ نے منتخب کیا ہے۔ تو میں نے بتایا کہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ مقرر کیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں عید الفطر کا دن مقرر کرو۔ عید یاروں کے ساتھ ہوتی ہے تو میں جب حویلی شریف حاضر ہوا تو حضرت صاحب سے عرض کی حضرت میں نے عید الفطر کا دن مقرر کیا ہے۔ تو حضرت صاحب فرمانے لگے تم کو یہ کس نے مشورہ دیا ہے تو میں نے عرض کی حضرت ایک بوڑھے آدمی نے تو اعلیٰ حضرت

نے فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

چنانچہ عید الفطر کے موقع پر بہت خلقت اکٹھی ہوتی اور تمام لوگ پانچ پانچ دیہات مل کر عرض کرتے حضرت اس سال عید ہمارے پاس پڑھائیں لیکن حضرت صاحب فرماتے میاں مجھے حکم ہی ایسا ہے کہ احمد آباد میں عید پڑھوں میں آگے ہوں اور محمد طاہر پیچھے ہو بس ہماری عید ہے۔ بعض دفعہ حویلی شریف والے فرماتے کہ میاں قرعہ ڈال لو جس کے نام قرعہ آیا وہاں عید پڑھاؤں گا۔ تو قرعہ بھی حضرت میاں صاحب کے نام نکلتا تو حویلی شریف والے فرماتے۔ اب اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ عید کے دن میں بہت وسیع انتظام کرتا جس راستے حضرت حویلی شریف والوں کی آمد ہوتی دور تک حضرت میاں صاحب جھنڈیاں لگواتے اور راستہ صاف کرواتے حویلی والے جب تشریف لاتے تو بہت خوش ہوتے اور دعا فرماتے حویلی شریف والوں کے ساتھ چونکہ بہت سی خلقت اور گھوڑیاں ہوتی تھیں اس لئے آپ کی روٹی پکانا کوئی آسان کام نہ تھا۔ میاں صاحب کی شادی کے بعد ایک دفعہ میاں صاحب کے بھائیوں نے کہا کہ ہم سے اتنا خرچ برداشت نہیں ہوتا تم خود انتظام کر لو۔ میاں صاحب نے فرمایا تو اس دفعہ ہمارے پاس گھر میں کچھ مکی تھی جو کہ آٹھ من کے قریب تھی میاں صاحب نے حسب ضرورت پسا کر رکھ لی اور من ڈیڑھ من دال بنا لی۔ لیکن عید کی رات کو حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میری طبیعت بہت پریشان تھی۔ اس وجہ سے کہ پہلے اتنا وسیع انتظام ہوتا تھا۔ اس سال مکی اور دال پر ہی اکتفا کیا جائیگا

گا۔ ابھی آدھی رات گذری تھی کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے آکر عرض کی کہ میاں صاحب ہمارا آدمی بیمار ہے۔ آپ تشریف لادیں اور دم فرمادیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میاں صبح عید ہے اور میرے مرشد ہادی تشریف لانے والے ہیں اس لئے میں نہیں جا سکتا ہے لیکن اس نے بہت منت سماجت کی کہ حضرت ضرور چلیں چنانچہ جونہی آپ گئے وہ آدمی فوراً ٹھیک ہو گیا۔ اور وہ خود بخود دو چھترے ڈیرہ پر چھوڑ گئے۔ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ ایک آدمی تین چار من گندم کا آٹا پسوا کر لایا۔ صبح ہوتے ہی ایک آدمی نے آکر عرض کی کہ حضرت میری بھینس دودھ کی بجائے خون دے رہی ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو ۲ کنال شفتل کا چارہ دیتا ہوں کیونکہ تمہارے مرشد کریم کی گھوڑیاں آرہی ہیں اور وہ کھائیں گی۔ جونہی گھر جا کر اس نے دودھ دوھا تو بالکل صاف دودھ تھا۔ ایک شاہ محمد نامی شخص آیا اور وہ کافی مچھلی پکڑ کر لایا جو کہ حویلی شریف والوں کی پسندیدہ خوراک تھی۔ یہ سامان غیبی دیکھ کر میرے دل کو اطمینان ہوا جونہی پیر صاحب تشریف لائے تو آپ کو پتہ چل گیا تھا کہ بھائی وغیرہ علیحدہ ہو گئے ہیں آپ نے دو سو روپیہ نکال کر میاں صاحب کی صاحبزادی حاجرہ بی بی جو کہ بالکل کم سن تھی دیا۔ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے بہت معذرت کی کہ حضرت سامان غیب سے ہی ہو گیا ہے۔ لیکن پیر صاحب نے فرمایا ہمارا گھر اور تمہارا گھر ایک ہی گھر ہے۔ اگر یہاں خرچ نہیں تو وہاں خرچ ہو جاوے۔ جب حضرت پیر صاحب حویلی شریف جانے لگے تو میاں صاحب نے وہ دو سو روپیہ

اور کچھ اوپر اور روپیہ رکھ کر آپ کی نذر کر دی۔

سرکار حویلی شریف والوں کی کرم نوازیاں

حضرت میاں صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ حویلی شریف والی سرکار کی مجھ پر بڑی کرم نوازیاں تھیں۔ جب بھی حضرت صاحب گھر سے باہر تشریف لاتے تو درویشوں میں سے پہلے آپ کی نظر مجھ پر پڑتی جس مجمع میں میاں صاحب ہوتے ضرور تصوف کی باتیں سمجھاتے ایک دفعہ جمعہ کا روز تھا۔ اور خلقت کا بہت ہجوم تھا۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں مسلسل تین چار روز سے کام کر رہا تھا۔ اور مسلسل رات کو بھی جاگنا پڑتا۔ اس دن بھی صبح سے کام کر رہا تھا حتیٰ کہ جمعہ کے وقت پر حضرت صاحب نے فرمایا آؤ جمعہ پڑھو چنانچہ حضرت صاحب وعظ شریف فرما رہے تھے اور نظر مبارک آپ کی میری طرف لگی ہوئی تھی۔ کہ میری ایک دفعہ آنکھ جھپکی اور تھوڑی سی اونگھ آگئی۔ تو حویلی شریف والوں نے وعظ کرنا بند کر دیا۔ اور فرمایا جس کے لئے ہم سنا رہے ہیں وہ تو سو رہا ہے۔ تمام حاضرین میں سے معزز آدمیوں نے اٹھ کر عرض کی کہ حضرت ضرور کچھ وعظ شریف سنائیں لیکن آپ نے کچھ بھی نہ فرمایا فقط خطبہ پڑھ کر جمعہ پڑھا دیا۔

آپ کی شادی اور گھر کا پردہ

آپ کی شادی عطار انوالہ میں حضرت مولانا شمس الدین صاحب کھوکھر جن کا نسب نامہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے

ملتا ہے۔ ہوئی آپ خاندان نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے اور خلیفہ مجاز تھے ان دنوں پنجاب میں آپ کا فتویٰ مشہور تھا۔ اور آپ کے پاس کم و بیش چالیس درویش زیر تعلیم رہتے جب حضرت میاں صاحب کی شادی ہوئی تو پہلے پردہ نہیں تھا۔ کیونکہ زمیندارہ کام تھا۔ اور زمیندارہ میں پردہ مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن ایک روز آپ جبکہ حویلی شریف والوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیر صاحب نے فرمایا مرید کو پیر کا طریقہ لازماً کرنا چاہیے اور آپ ضرور پردہ کریں اگر نہیں کہہ سکتے تو آہستگی سے فرمایا کوئی اور جا کر پیر پکڑ لو۔ چنانچہ اسی عید کے موقع پر جب حضرت صاحب آئے تو اپنے بھائی تک سے بھی پردہ کر دیا حضرت مولانا شمس الدینؒ نے ایک درویش پیر احمد شاہ کو میاں صاحب کے پاس بھیجا جس نے آپ کو بحکم حضرت سرکار حویلی شریف والوں کے تفسیر پاک حدیث شریف اور فارسی کی کتابیں پڑھائیں

تمام کپڑے راہِ مولا دے دیئے

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب عطار اللہ ہیں اپنے سسر صاحب حضرت مولانا شمس الدینؒ کے گھر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ شادی کو تھوڑے دن ہی ہوئے تھے۔ ان دنوں نہر پر جا کر کوئی وظیفہ پڑھتے تھے حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نہر میں پانی میں کھڑا ہو کر وظیفہ پڑھ رہا تھا رہا تھا۔ تمام کپڑے اتار کر نہر کی پٹڑی پر رکھے ہوئے تھے۔ کپڑے بالکل نئے تھے صرف ایک چھوٹا سا رومال بندھا ہوا تھا۔ کہ اچانک ایک شخص آگیا اور کہنے لگا اپنی چادر مجھے عنایت فرما دیں۔

آپ نے فرمایا گھر جا کر دوں گا۔ اس نے کہا مجھے تو ابھی دیویں آپ نے فرمایا اچھا لے لو پھر اس نے اوپر والی چادر، سادر کرتہ کا سوال کیا آپ نے وہ بھی عنایت کر دیا۔ وظیفہ ختم کر کے وہ چھوٹا سا رومال باندھ کر جہاں مولانا صاحب کے درویش پڑھتے تھے آئے۔ مولانا صاحب نے فرمایا کپڑے کہاں ہیں تو آپ نے سارا واقعہ سنایا تو مولانا صاحب گھر جا کر اور کپڑے لائے، تب آپ گھر تشریف لے گئے۔

پیر کی دعا

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب اپنے پیرخانہ میں اعلیٰ حضرت کا کام کر رہے تھے۔ تین چار درویش اور حضرت میاں صاحب مل کر زمین کی مینڈھیں بنا رہے تھے حضرت میاں صاحب مینڈھے بنانے والے کو جس کو پنجابی میں جندرہ کہتے ہیں کھینچ رہے تھے اور دوسرے درویش باری باری اس کو پکڑ رہے تھے۔ سرکار حویلی شریف والوں کا طریقہ تھا کہ کام کو دیکھنے ضرور تشریف لاتے اعلیٰ حضرت نے دیکھا کہ باقی درویش باری باری جندرہ کو پکڑ رہے ہیں لیکن دوسری طرف میاں صاحب اکیلے ہی ہیں تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بھئی دوسری طرف بھی باری باری لگو تو درویشوں نے کہا کہ جی میاں صاحب مینڈھیں سیدھی بناتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے دوسری بار پھر دہرایا تو درویشوں نے پھر کہا حضرت یہ مینڈھیں سیدھی بناتا ہے اور یہاں یہ مینڈھ ختم ہونی تھی۔ حضرت صاحب وہاں جا کر کھڑے ہو گئے اتنے میں میاں صاحب بھی جندرہ کو کھینچتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تو اعلیٰ حضرت

نے تیسری دفعہ خود فرمایا اچھا میاں محمد ظاہر مینڈھیں سیدھی بناتا ہے انشاءاللہ یہ آدمیوں کو بھی سیدھا کرے گا۔ یعنی راہ راست پر لاوے گا۔

پیر کا ادب

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب کا بہت رعب اور ڈر ہوتا تھا۔ اور تمام درویش حضرت صاحب کا ادب بے انتہا کرتے تھے۔ مکان شریف پنجاب میں ادب کی کان مشہور ہے حضرت صاحب نے جو بات ایک دفعہ فرمادی۔ دوسری دفعہ کوئی نہیں پوچھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت حویلی شریف والوں نے میاں صاحب کو دلائل الخیرات پڑھنے کو فرمایا اور ساتھ پوری ترکیب بھی بتائی دلائل خیرات کے سات حزب تھے اور ہر روز ایک حزب تلاوت کرنا ہوتا تھا۔ لیکن حضرت میاں صاحب کو پوری ترکیب یاد نہ رہی تو آپ نے دوسری بار پوچھنا گستاخی سمجھا اور تمام دلائل خیرات پڑھنی شروع کر دی۔ ایک سال تک متواتر پڑھتے رہے۔ ایک دفعہ اعلیٰ حضرت سرکار حویلی شریف والوں کے ہمراہ اپنے سسرال گئے ہوئے تھے۔ وظائف اور بھی کافی تھے اور دلائل خیرات کے سات حزب تلاوت کرتے تھے اس لئے وظائف پر کافی وقت خرچ ہوتا تھا حضرت پیر صاحب میاں صاحب کو بلاتے تو ناغہ کا حکم ہو جاتا فرما کر پھر مسجد میں آ کر پڑھنا شروع کر دیتے پڑھتے پڑھتے آخر ظہر کا وقت آ گیا تو حضرت صاحب نے آخر پوچھا مسجد میں جا کر کیا کرتے ہو آپ کو جب بھی بلایا گیا ہے۔ آپ مسجد سے نکلتے ہیں تو حضرت میاں صاحب نے

سارا واقعہ پیش کر دیا حضرت صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ پھر بڑی شفقت سے دلائل خیرات کا طریقہ سمجھایا پھر پھر سمجھاتے اور وضاحت فرماتے اور پھر فرماتے اب تو سمجھ آ گئی ہے نا۔

حویلی شریف والوں کا آپ کو جھوک دتو میں بھیجنا

حضرت سید ظفر الایمان صاحب، حضرت میاں صاحب کو باہر بھیجتے رہتے تھے۔ کبھی بہاولپور کبھی سندھ کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی جگہ بھیج دیتے ایک دفعہ آپ کو اعلیٰ حضرت نے جھوک دتو میں بھیجا اور وہاں ایک وظیفہ کی زکوٰۃ نکالنے کو فرمایا۔ آپ ان دنوں صبح کو قصیدہ غوثیہ اور شام کو حزب البحر پڑھتے تھے ان دیہات کا یہ حال تھا کہ تمام لوگ روزہ نماز کو چھوڑ چکے تھے اور مسجدیں خالی تھیں۔ کوئی امام وغیرہ نہ رکھتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ایک مولوی صاحب وہاں رہتے تھے۔ وہ ایک عورت اغوا کر کے چلے گئے تھے۔ اس لئے ان تین چار دیہاتوں میں کوئی مولوی نہ رہنے دیتے تھے۔ جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو مسجد کے ساتھ ایک گھر تھا۔ اس میں آپ نے قیام فرمایا۔ ایک آدمی صرف مردہ کو نہلانے اور کفنانے کے لئے رکھا ہوا تھا وہی ان کے جنازے بھی کرتا تھا۔ حضرت میاں صاحب نے وہاں جا کر جمعہ شروع کر دیا صرف تین چار آدمی سارے گاؤں میں سے آئے تمام گاؤں میں باتیں ہونے لگیں یہ کون درویش یا مولوی ہے اس کو گاؤں سے باہر

نکال دو پہلے انہوں نے مشورہ کر کے دو آدمی بھیجے اور انہوں نے آکر کہا کہ اس گاؤں سے آپ نکل جائیں آج شام تک مہلت ہے ورنہ کل ہم آپ کی بے عزتی کریں گے۔ اور اعلیٰحضرت سرکار حویلی شریف والوں نے فرمایا تھا کہ ۴۰ دن وہاں رہ کر وظیفہ ضرور پورا کرنا۔ اس لئے میاں صاحب نے وہاں سے نکلنے سے انکار کر دیا۔ جس گھر میں آپ کا قیام تھا اس نے بھی آکر اطلاع دی حضرت یہ مشورہ ہو گیا ہے کہیں آپ کی بے عزتی نہ کریں۔ آپ کو بہت غم ہوا چہرہ مبارک پر کپڑا ڈال لیا اور زار و قطار آنسوؤں میں اپنا وظیفہ پڑھتے رہے ابھی شام نہ ہونے پائی تھی کہ نمبردار کا لڑکا آٹا پیسنے کی چکی سے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ کافی علاج معالجہ کیا لیکن اسے ہوش نہ آیا۔ کسی کے توجہ دلانے سے آپ کی طرف دوڑے اور قدموں پر گرے اور عرض کرتے حضرت ہمیں معافی دو مسجد آدمیوں سے گئی اور عرض کرتے حضرت وہاں تک چلو اور لڑکے کو دم فرماؤ جونہی آپ وہاں تشریف لے گئے آپ نے وہاں جا کر لڑکے کو پکڑ کر بٹھا دیا اور تمام گاؤں والے آپ کے معتقد ہو گئے۔ پھر میاں صاحب نے وہاں ایک زبردست عالم رکھا اور جمعہ شریف شروع کیا۔ پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ غسل خانے اور وضو کی جگہ بنوائی اور مکمل انتظام کیا۔ اور تمام گاؤں نمازی ہو گیا۔

پیر بخش ڈوگرہ المعروف ڈھگی والے فقیر صاحب سے فیض
حضرت میاں صاحب

فرماتے تھے کہ چنیوٹ کے نزدیک ایک فقیر صاحب امام علی شاہ صاحب کے زمانہ کے رہتے تھے۔ حضرت میاں صاحب ان دنوں حویلی شریف والوں کے حکم کے مطابق اکثر دریا پر جاتے راستہ میں وہ فقیر صاحب تھے ایک دن آپ عطارالنوالہ آتے ہوئے تھے آپ وہاں سے صبح چل دیئے آپ کے بعد ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا کہ میاں صاحب کہاں ہیں۔ گھر والوں نے بتایا کہ وہ ابھی یہاں سے چک سدھو گئے ہیں۔ جب وہ عورت چک سدھو میں آئی تو میاں صاحب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہاں میاں صاحب آئے تھے اور کچھ دیر ٹھہر کر احمد آباد چلے گئے ہیں۔ وہ عورت احمد آباد آئی تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ تو دریا پر چنیوٹ کی طرف چلے گئے ہیں۔ عورت سیدھی چنیوٹ چل پڑی ابھی چنیوٹ کے قریب ہی تھی کہ حضرت میاں صاحب دریا سے ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو اس نے حضرت میاں صاحب کو کہا کہ حضرت میں اپنے آپ کو بہت بہادر تصور کرتی تھی۔ لیکن آج تو آپ نے کمال کر دیا۔ آپ تو مجھے فرشتے معلوم ہوتے ہیں انسان اتنا جلدی سفر نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا میں بہت دور سے آئی ہوں اور دعا کروانی ہے اور بتاشے آپ کی نذر کئے بعد از دعا حضرت میاں صاحب نے خیال فرمایا کہ یہ بتاشے فقیر صاحب کی نذر کر دوں۔ چنانچہ آپ فقیر صاحب کے پاس گئے اور بتاشے نذر کر دیئے۔ فقیر بہت ہی خوش ہوئے۔ جونہی فقیر کی نگاہ آپ کے چہرہ اقدس پر پڑی کچھ اور ہی نظر آیا۔ کہ یہ

قطب زماں آنے والے زمانے میں کئی بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لائے گا۔ فقیر صاحب فرمانے لگے وہ چیز میں آپ کو عطا کرتا ہوں جو میں نے لمبا سالی کی کوششوں سے حاصل کی تھی۔ میں نے صرف ایک آدمی کو دینے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اور وہ بحکم الٰہی آپ کو دے رہا ہوں اور پھر دعائے خاص فرمائی حضرت میاں صاحب گھر تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد حویلی شریف والے پیر حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب اور سجادہ نشین مکان شریف حضرت پیر مظہر قیوم صاحب یہاں سے گزرے اور اس میں فقیر صاحب کو دعا کے لئے کہا تو اُس فقیر نے عرض کی حضرت آپ تو خود پیر ہیں۔ باقی جو دعا یا فیض تھا۔ وہ تو ایک لڑکا محمد ہے ڈاہر خاندان سے تعلق رکھتا ہے سب کچھ میں نے اس کے حوالے کر دیا ہے تو حویلی والے حضرت صاحب سن کر بہت خوش ہوئے۔

علی پور شریف سے فیض

ایک دفعہ قبلہ میاں صاحب اعلیٰ حضرت سرکار حویلی شریف والوں کے ساتھ علی پور شریف گئے حضرت سید جماعت علیشاہ صاحب سے ملاقات کا عجیب واقعہ پیش آیا حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے مجھے پتہ کرنے بھیجا کہ شاہ صاحب گھر ہیں یا نہیں جب وہاں گیا تو حضرت جماعت شاہ صاحب کھڑے تھے۔ لیکن میں نے ابھی تک آپ کی زیارت نہ کی تھی لہذا مجھے کوئی علم نہ تھا کہ یہی حضرت جماعت علی شاہ صاحب ہیں۔ میں نے سوچا کوئی درویش

ہو گا۔ پوچھا کہ حضرت صاحب کہاں ہیں وہ خاموش رہے پھر پوچھا حضرت صاحب کہاں ہیں تب بھی خاموش رہے۔ تیسری دفعہ مجھ کو غصہ آیا اور آپ کو پکڑ کر جھنجھوڑا تو ایک آدمی نے اشارہ کیا کہ یہی حضرت صاحب ہیں۔ میں بہت نادم ہوا لیکن آپ نے مجھے پیار کیا اور فرمایا غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر میں حویلی شریف والوں کے ساتھ مل کر آپ کے پاس آیا۔ تمام لوگ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے حضرت صاحب بھی مراقبہ میں تھے اور علی پور شریف والے بھی تھوڑی دیر بعد مجھے پیاس لگی تو میں نے سر اٹھایا میں نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ پانی پلاؤ حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ پھر علی پور شریف والوں نے بھی سر اٹھا لیا اور درویش سے کہا میٹھا شربت کر کے پلاؤ تو سرکار حویلی شریف والوں نے بھی سر اٹھایا اور فرمایا شربت حویلی شریف میں بھی ہے۔ اس لڑکے پہ باطنی توجہ فرمائیں۔ تو آپ نے میاں صاحب کے حق میں بہت دعا کی۔ تو پھر حویلی شریف والوں نے فرمایا کہ مولانا نور احمد صاحب چنیوٹ والوں کی ایک کتاب "پنج گنج" ہے وہ نہیں ملتی۔ تو حویلی شریف والے فرمانے لگے اس لڑکے محمد ڈاہر کو اس کتاب کی ایک کافی یاد ہے اور حویلی شریف والوں کے فرمان کے مطابق میاں صاحب نے یہ اشعار سنائے۔

★

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سکھ اٹکل یار مناون دی   پڑھ کافی گھول گھماون دی
پڑھ مرشد پیا ملاون دی   پچھ راہ پیا دل جاون دی
راہ پیا دا جس پر کھلا   چھتر نبی دا اُس پر جھلا
گھر وچہ باغ بہشتی پھلا   لوڑ نہ مکے جاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

خاک دلیاں چٹ دن رات   سمجھیں اُس نوں آب حیات
گائیں اپنی ذات صفات   کر کم ذات ونجاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی!!

جیسے توں چاہیں دل دی مستی   سکھ لیں تھیں آپ پرستی
اُس دے بن نہ جاندی ہستی   لے مت خودی ونجاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

پیر اگے ہتھ بنھ کھلوویں   دل تے دین اُہدے نوں دیویں
تاں اس راہ دا محرم ہوویں   ایہہ جا دل لٹاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

پیر مغاں معبود بنائیں   اوہی حق مسجود بنائیں
دلدا اوہ مقصود بنائیں   لوڑ نہ غیر بہناون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

وحدت والی کانگ چڑھائیں   خشک ملاں نوں پیا پٹائیں
چڑھ منصور سولی تائیں   لوڑ نہ پیر سداون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی!

شیخ و برہمن شور مچائی   دیر و حرم میں دین دہائی!
وہی وہی ہے ہر ہر جائی!   لوڑ نہ مسجد جاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

پڑھ نسخہ رازِ نہانی دا   لکھ ورقہ سر حقانی دا
سن مسئلہ دُرِ معانی دا   پا گہنے یار رجھاون دی!!

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

سبق محبت جس نے پڑھیا   چھڈ کے ناز نیاز اس پھڑیا
اس پوڑی توں عرشے چڑھیا   سکھ ول یار پرچاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی!
پڑھ کافی گھول گھماون دی!

پی جام شراب محبت دا ۔۔۔ سکھ نسخہ عشق مودت دا
چھڈ راہ کوڑ اسب جگت دا! ۔۔۔ پھڑ طاسیفی عشق بجاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی!

سارے بھگوے پہن نہ کپڑے ۔۔۔ ایہہ رستہ نہ رب نوں اپڑے
ٹھگ بازاں ایہہ چائے بکھڑے ۔۔۔ چھڈ رنگ سانگ بناون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی!!

پنڈت قاضی رل کے پٹن ۔۔۔ سر وچ سبھے گھٹا گھتن
بھیت سجن دے تاں اوہ لٹن ۔۔۔ ایہہ ستھ سر گٹاون دی

سکھ اٹکل یار مناون دی!!
پڑھ کافی گھول گھماون دی

ڈیرے عشق لگائے جتھے ۔۔۔ شرع و مذہب دی تھاں نہ تتھے
تھوڑے دین رہے پھر کتھے ۔۔۔ ایہہ جا بے سر مرادن دی!!

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی

کنز قدوری ٹھپ رکھائیں ۔۔۔ نے وحدت دی لذت پائیں
احمد بوڑیں شوہ دریائیں ۔۔۔ ایہہ چھل علم بوڑاون دی!

سکھ اٹکل یار مناون دی
پڑھ کافی گھول گھماون دی!!

قصیدۂ غوثیہ اور غوث پاک کی ملاقات

آپ ایک دفعہ بمبئی تشریف لے گئے۔ آپ ان دنوں قصیدۂ غوثیہ مبارک پڑھا کرتے تھے۔ تو وہاں ایک آدمی ملا جس کا نام برکت علی تھا۔ وہ تمام مسالک وہابی، شیعہ، مرزائی وغیرہ وغیرہ اختیار کر چکا تھا۔ اور کئی ایک پیروں کے پاس رہ چکا تھا۔ لیکن اس نے کہا حضرت میرا کہیں دل نہیں جمتا میرے خیال میں یہ سب جھوٹے ہیں۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو مجھ کو سیدھے راستہ پر لگائیں اور توجہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا برکت صاحب آپ ایک بجے شب تشریف لائیں چنانچہ دوسرے روز رات کو ایک بجے جب برکت علی حضرت میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے تلقین کے بعد فرمایا کہ میرے ساتھ ذکر کرنا اور مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ برکت علی کا کہنا ہے کہ اتنی لذت اور ایسے مشاہدات آج تک میں نے کہیں بھی نہیں پائے اور ہمیشہ کے لئے اہلسنت والجماعت کا معتقد ہو گیا۔ اور میاں صاحب کے فرمان کے مطابق کچھ دن حویلی شریف بھی رہا۔ ان دنوں میں حضرت میاں صاحب قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ پر غوث پاک کی کمال مہربانیاں تھیں۔ ایک رات خواب میں حضرت میاں صاحب کو غوث پاک نے زیارت سے مشرف فرمایا، اور فرمایا اے عزیز ہم آج صبح تم کو بہت سی نصیحتیں کریں گے جو ہم نے اپنی زندگی میں خلق خدا کو کی تھیں۔ جب صبح ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے ایک کتاب دست غیبی سے عنایت فرمائی۔ جب حضرت میاں صاحبؒ نے اس

کو دیکھا تو اس پر "فیض سبحانی، فتح ربانی" لکھا تھا جس میں غوث پاک کے مجالس کی تقریریں لکھی تھیں۔ تو غوث پاک کا رات کا ارشاد بالکل پورا ہوا۔

حضرت میاں صاحب کا شیر محمد شرقپوری کیساتھ صحبت اور ایک عجیب واقعہ

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں تقریباً سات سال تک میاں شیر محمد صاحبؒ کی صحبت سے فیض پاتا رہا۔ اکثر ملاقاتیں مکان شریف میں ہوتیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوری آپ سے بہت محبت فرماتے اور راز کی باتیں بیان فرماتے ایک دفعہ آپ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے پاس بمع اپنے مرشد سرکار حویلی شریف والوں کے حاضر تھے۔ میاں شیر محمدؒ عرس حضرت امام علی شاہ صاحب پر آئے تھے۔ جب عرس میں آئے تو تمام حاضرین نے پشتیں پھیر لیں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ کیونکہ حضرت میاں صاحب تمام خلقت کے پیچھے ہی بیٹھ گئے تھے۔ میاں شیر محمد صاحب کو چونکہ ایسی باتیں ناگوار معلوم ہوتی تھیں۔ اس لئے عرس سے اٹھ کر چلے گئے۔ یہ واقعہ آپ حویلی شریف والوں کو سنا رہے تھے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے تمام آدمیوں کو باہر نکل جانے کا حکم دیا۔ صرف آپ اور حویلی شریف والے اور میاں شیر محمدؒ صاحب تھے۔ میاں شیر محمد صاحب نے حضرت میاں صاحب کی طرف دیکھ کر حویلی شریف والوں کو فرمایا صاحبزادہ صاحب کوئی اور تو یہاں موجود نہیں ہے نا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں آپ ارشاد فرمائیں۔ تو یہاں شیر محمد فرمانے لگے۔ جب میں عرس شریف کی محفل سے مجبوراً اٹھا تو دل کو بہت

غم لگا۔ یہاں تک کہ غم ہڈیوں کو کھانے لگا۔ مجھ سے چلا نہ گیا میں مجبوراً بیٹھ گیا کہ یکایک حضرت پیر امام علی شاہ صاحبؒ ظاہرا طور پہ تشریف لائے اور پھر حضرت سرکار بھورہ شریف والے بھی تشریف لائے میں غم سے اتنا نڈھال تھا کہ اٹھ نہ سکتا تھا۔ ابھی یہ دونوں بزرگ، آئے ہی تھے کہ غوث پاک آسمان سے اترے اور مجھ کو یعنی میاں شیر محمد کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور فرمایا غم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے شریعت محمدی میں تو کوئی قصور نہیں کیا۔

ایک دفعہ آپ مکان شریف عرس پہ گئے اور میاں صاحب شیر محمد بھی آئے ہوئے تھے آپ اور چند اور ساتھی میاں صاحب کی زیارت کرنے گئے تو میاں شیر محمد کے پاس خلقت کا بہت ہجوم تھا۔ اور آپ لوگوں کو ڈانٹ رہے تھے اس لئے آپ نے اپنی عادت کے مطابق سلام دعا نہ لیا تو حضرت میاں صاحب کے باقی ساتھیوں نے کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ میاں شیر محمد میرے بہت دوست ہیں اور مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ آپ نے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ اب کبھی میاں شیر محمد کو نہیں ملواں گا یہ میرے کوئی مرشد تو نہیں ہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ابھی پوری ادب کی واقفیت نہ تھی۔ دوسرے دن یا تیسرے دن حویلی شریف والوں نے میاں صاحب کو فرمایا جاؤ چائے اور روٹیاں درویشوں کے لئے لاؤ تو میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں چائے کے دو نول سماور ہاتھ میں لے کر اور سر پہ روٹیاں رکھ کر میاں شیر محمد صاحب کی بیٹھک کے پاس سے

گذر رہا تھا۔ تو میاں شیر محمد صاحب فوراً مجھے دیکھ کر باہر تشریف لے آئے اور میرے راستہ کے اوپر کھڑے ہو گئے میں نے دوسری طرف سے گذرنا چاہا لیکن حضرت میاں شیر محمد صاحب پھر اس طرف ہو گئے جب پھر دوسری طرف سے گذرنے لگا۔ تو میاں صاحب نے ادھر بازو کر دیا۔ اسی طرح دو تین مرتبہ ہوا بیٹھک میں خلقت بہت کھڑی تھی جو کہ مجھے غصہ کی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آخر میاں صاحب نے کوئی ایسی توجہ مجھ پہ ڈالی کہ مجھ پر ایک خوف سا طاری ہو گیا۔ میاں شیر محمد صاحب ابھی تک وہ ہاتھ جو اسلام علیکم کے لئے باہر نکالا تھا ویسے ہی تھا میں نے دونوں سماور رکھ دیئے اور ہاتھوں سے ہاتھ ملایا۔ میاں صاحب شیر محمد نے مجھے گلے لگا لیا اور خوب پیار فرمایا اور فرمایا واہ میاں صاحب آپ تو مجھ سے روٹھ ہی گئے ایسا نہ کرنا چاہیئے خلقت کے ہجوم میں گھبرایا ہوا ہونے کی وجہ سے میں نے تمہیں ملنے سے انکار کیا تھا۔ ورنہ کوئی اور بات نہ تھی۔

حق گوئی۔ جابر سلطان کے سامنے حق بات کہنا سب سے افضل جہاد ہے

حضرت میاں صاحبؒ کے پاس خواہ کوئی غریب آتا یا امیر حاکم ہوتا یا محکوم بلا کھٹکے تبلیغی فرض سرانجام دیتے، خلاف شرع یا خلاف سنت کوئی بھی کہیں بھی کسی دوسری جگہ پر بھی کام دیکھتے تو صاف بیان فرما دیتے داڑھی منڈوانے والے آدمیوں سے سخت ناراض ہوتے کہ آپ نے انگریزی فیشن کر لیا ہے اور عورتوں کی شکل بنا لی ہے ایک دفعہ حضرت میاں صاحبؒ

اپنے پیرو مرشد سے چھٹی لے کر احمد آباد تشریف لائے تو پتہ چلا ایک رئیس آدمی گاؤں میں فوت ہو گیا ہے اور افسوس کے لئے تمام خلقت جمع ہے میاں صاحب بھی افسوس کے لئے وہاں گئے رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ جب وہاں گئے تو دو مجلسیں تھیں ایک روزہ داروں کی جس میں غریب آدمی تھے۔ دوسری بے روزوں کی جس میں بڑے بڑے رئیس آدمی تھے۔ لیکن حضرت میاں صاحب کو اس بات کا علم نہ تھا کہ بے روزوں کی علیحدہ محفل ہے آپ سیدھے بے روزوں کی مجلس میں پہنچے آپ نے جب قدم دروازہ کے اندر رکھا تو دیکھا کہ تمام بڑے بڑے سید اور زمیندار حقہ پی رہے ہیں یہ دیکھ کر میاں صاحب کے دل میں آگ سی لگ گئی۔ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا اب فیصلہ کر اگر ایمان ہے تو ان سے جنگ کر اور اگر ایمان نہیں ہے تو چل پیچھے ہٹ، دل نے کہا سر کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور سیدھے اندر گئے اور ایک ایک حقہ کر کے باہر پھینکتے جاتے اور فرماتے جاتے رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ کیا آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ حضرت میاں صاحب ایک گھنٹہ تک وہاں بیٹھے رہے لیکن کسی نے کوئی بات تک نہ کی جب حضرت میاں صاحب وہاں سے اٹھے تو لوگ باتیں کر رہے تھے کہ میاں صاحب، ہم سب نے غلطی کی تھی رمضان پاک کا احترام ضروری تھا۔

مرشد کا حکم کس طرح مانا جاتا ہے

حضرت سرکار حویلی شریف والے ہمیشہ سخت حکم فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اللہ اللہ کرنا کوئی آسان چیز نہیں ہے۔

۱۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سخت بیمار تھا اور سخت پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں۔ حضرت صاحب کہیں باہر جانے لگے بندہ نے اس تکلیف کی وجہ سے رخصت حاصل کر لی۔ قبلہ حضرت صاحب جب دور نکل گئے تو فرمایا کہ محمد ڈاہر کہاں ہے اس کو بلاؤ ایک آدمی نے مجھے بلایا تو میں نہایت تکلیف کے ساتھ گیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ پھنسیاں ہیں تو گھوڑی کے آگے آگے دوڑو۔ میں نے حضرت صاحب کے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ پہلے تو بندہ کو نہایت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن فوراً ہی پھنسیوں کا مواد خارج ہو گیا اور پھنسیاں جلد ہی ٹھیک ہو گئیں اور راستے میں حضرت صاحب نے وہ چیزیں عطا فرمائیں جو کہ عام نہیں بتائی جا سکتیں۔

۲۔ اسی طرح میاں صاحب ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مجھے سخت بخار تھا۔ اور بخار کی وجہ سے بندہ قے کر رہا تھا حضرت صاحب حویلی شریف والی سرکار کے پاس اگرچہ کافی آدمی بیٹھے ہوئے تھے لیکن انہوں نے مجھے فرمایا کہ چک تھاؤں جو کہ وہاں سے تقریباً ایک میل دور تھا وہاں سے بیری کے درخت کے اوپر سے اکاش بیل اتار کر لاؤ۔ بعض درویشوں نے گذارش کی کہ میاں محمد سخت تکلیف میں ہے۔ اس لئے ہم میں سے کسی کو بیل لانے کا حکم فرمایا جاوے لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ محمد ڈاہر ہی بیل اتار کر لائے گا چنانچہ میں حضرت صاحب کے حکم کے مطابق بڑی مشکل سے چک تھاؤں

کے میں پہنچا اور بڑی مشکل سے بیری کے درخت کے اوپر سے بیل اتار سکا اور شام کے وقت کے قریب واپس حویلی شریف پہنچا اور آکاش بیل حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ لیکن حضرت صاحب نے فرمایا کہ اسے باہر رکھ دو اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آپ بہت ہی خوش ہوئے اور برکتوں سے نوازا۔

۳۔ ایک دفعہ قبلہ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میں سخت بیمار تھا میں نے ایک آدمی حویلی شریف میں بھیجا کہ میرا آخر وقت ہے میرے لئے دعا فرمائیں لیکن حضرت صاحب نے کہلا بھیجا کہ آپ کا آخری وقت ابھی نہیں ہے۔ آپ ہزاروں آدمیوں کو راہ راست پر لائیں گے اور کافی آدمیوں کو راہ راست پر لانے کا ذریعہ بنیں گے۔ تب جا کر تمہارا کام جو تمہارے ذمہ لگایا گیا ہے ختم ہو گا۔

قبلہ میاں صاحب کی تمام زندگی توکلت علی اللہ گذری۔ مندرجہ بالا مثالیں تو ان کی ادنیٰ آزمائشوں کی مثالیں ہیں۔ ورنہ جس طرح میاں صاحب نے اپنے مرشد صاحب کا حکم مانا کوئی آدمی نہیں مان سکتا۔

جناب حضرت سید ظفر الایمان صاحب کی وفات اور میاں صاحب

کالیہ تشریف لے جانا

حضرت سید ظفر الایمان حویلی شریف والی سرکار نے بروز جمعرات ۱۷ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء میں وفات پائی اور وفات سے پیشتر آپ نے میاں صاحب کو فرمایا کہ کراچی سے پشاور تک جہاں آپ کی مرضی ہو ڈیرہ لگائیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کی سنت بھی پوری ہو سکے چنانچہ آپ نے حضرت صاحب کے حکم کے مطابق کراچی سے بہاولپور تک کا علاقہ خاص کر پنجاب میں ہر جگہ کا چکر لگایا بہاولپور سرگودھا اور لائلپور تک علاقہ کا آپ نے خاص طور چکر لگایا۔ اسی اثناء میں آپ سیال شریف بھی تشریف لے گئے۔

خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی سے ملاقات

سیال شریف میں جب آپ تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت خواجہ قمر الدین صاحب گدی نشین موجود نہ تھے جب وہ دوسرے دن تشریف لائے تو وہ ابھی کار میں ہی تھے کہ اپنے ڈرائیور کو فرمایا کہ کار کو آہستہ کر لو کیونکہ الہام سے معلوم ہوا

ہے کہ کوئی نقشبندی خلیفہ استقبال کے لئے آ رہا ہے۔ آپ کار سے اتر پڑے اور آپ کو راستہ میں ملے اور پھر پیدل چل کر دربار میں آئے خواجہ قمر الدین صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس تشریف رکھیں لیکن آپ نے جواب میں فرمایا کہ مجھے حضرت صاحب نے ہجرت کرنے اور کہیں ڈیرہ لگانے کا حکم دیا ہے۔ تو سیال شریف والوں نے فرمایا کہ جس جگہ آپ چاہیں ڈیرہ ڈال لیں، ہم بھی آپ کے پاس آئیں گے۔ آپ کے مرشد نے آپ میں کوئی کمی نہیں چھوڑی نہ اللہ اللہ کی اور نہ ہی دنیا کی اور اگر آپ دنیا کی کوئی کمی سمجھتے ہیں تو میں نکال دیتا ہوں۔ اس کے بعد خواجہ قمر الدین صاحب نے آپ کو خاص وظائف عطا فرمائے۔

تحصیلدار کا صحت یاب ہونا

انہی دنوں ایک تحصیلدار صاحب احمد آباد سیلاب کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لائے جونہی وہ احمد آباد آئے انہیں دل کا دورہ پڑ گیا۔ بہت سے ڈاکٹر بلائے گئے تمام ڈاکٹروں نے بالکل جواب دے دیا۔ آخر تحصیلدار صاحب نے اپنے آپ کو لاعلاج سمجھ کر تمام کنجیاں مال افسر کے حوالہ کر دیں اور کہا کہ کوئی اللہ والا بلائیں تاکہ دم کرے تو لوگوں نے حضرت میاں صاحب سے جبکہ آپ ابھی حویلی شریف سے آ رہے تھے دم کرنے کے لئے گذارش کی جب آپ تحصیلدار صاحب کو دم کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو تمام افسر تحصیلدار صاحب کے پاس غمگین اور پریشانی کی حالت میں کھڑے تھے اور ڈاکٹر صاحب بتلا رہے تھے کہ تحصیلدار صاحب کا

جسم ٹھنڈا ہوتا جا رہا ہے۔ قبلہ میاں صاحب نے تحصیلدار کو دم کیا اور اُسے ذکر کرنے کو کہا تحصیلدار ذکر کرنے لگا اور پھونک مارنے کی ہی دیر تھی کہ تحصیلدار اُٹھ کھڑا ہوا، اور کہنے لگا کہ اب میں بالکل تندرست ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ہم نے آج تک کوئی چیز ایسی کبھی نہیں دیکھی۔ تحصیلدار نے دو صد ۲۰۰ روپے آپ کی نذر کئے آپ نے فرمایا کہ پیسے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں اگر آپ کو اختیار ہے تو کہیں دور ڈیرہ لگانے کے لئے زمین قانوناً دلوا دیں تو تحصیلدار صاحب نے کہا کہ ایک سکیم کے تحت تھل میں زمین مل سکتی ہے چنانچہ تحصیلدار نے خود فارم پُر کیا اور ساتھ ہی احمد آباد کے اور لوگوں کے بھی فارم پُر کئے تاکہ میاں صاحب کو تھل میں تکلیف نہ ہو۔ اس سکیم کے تحت احمد آباد کے تقریباً سات آٹھ آدمیوں کو میاں صاحب کے ساتھ تھل میں زمین مل گئی۔

لیہ کو ہجرت اور حضرت سلطان باہوؒ سے ملاقات

اس دوران میاں صاحب پر ایک عجیب کیفیت اور مجذوبیت طاری رہتی تھی۔ نیز راستہ سے ناواقفیت اور لیہ کی طرف پختہ سڑک کی عدم موجودگی کی وجہ سے حضرت سلطان باہوؒ کے مزار تک پہنچتے تک کرایہ ختم ہو گیا۔ چنانچہ آپ حضرت سلطان باہوؒ کے مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھا جب آپ باہر تشریف لائے تو ایک سفید ریش آدمی کو باہر کھڑا ہوا دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے آدمیوں سے پوچھا لیکن کسی کو لیہ جانے کا راستہ

معلوم نہیں تھا۔ اُس بزرگ نے کہا کہ لیہ جانے والے آدمی آپ ہیں آؤ میں تم کو راستہ بتاؤں۔ وہ بزرگ باہر آیا اور آپ کو لیہ جانے کا راستہ دکھایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ آپ کے پاس کرایہ نہیں ہے ایک ٹرک آوے گا اور آپ کو لیہ لے جائے گا۔ چنانچہ یہ بات کرنے کے بعد وہ بزرگ جو دراصل سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ تھے آپکو دربار سے کافی دور تک ساتھ لائے اور راستہ دکھا کر بذاتِ خود غائب ہو گئے حتیٰ کہ اُن کے قدموں کا نشان بھی نہ پایا گیا۔ جب آپ کچی سڑک پر تشریف لائے تو ایک آدمی نے بتایا کہ ٹرک تمام جا چکے ہیں۔ حضرت میاں صاحب ابھی کھڑے ہی تھے کہ ٹرک آیا اس نے کہا دو دو روپے دیتے جاؤ اور ٹرک میں سوار ہوتے جاؤ تو باقی آدمی بیٹھ گئے اور میں نے کہا بھائی میرے پاس کوئی کرایہ نہیں ہے صرف ۲ آنے ہیں۔ لیکن اُس نے نہ بٹھایا اور ٹرک کو چلا لیا تھوڑی دور جا کر ٹرک تھم گیا۔ آخر ڈرائیور نے آواز دی بھائی لیہ جانے والے جلدی آؤ لیکن حضرت میاں صاحب نے کوئی توجہ نہ دی آخر وہ ٹرک لے کر واپس آ گئے اور ڈرائیور نے منت سماجت کی کہ حضرت مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ مجھ کو معاف فرمائیں اور اپنے ساتھ حضرت میاں صاحب کو بٹھا لیا چنانچہ آپ چوک اعظم تک ٹرک پر آئے یہاں آ کر انہوں نے عرض کی کہ حضرت اب ہم کو چھٹی عنایت فرمائیں۔ کیونکہ ہم مزدور ہیں اور ڈیرہ غازی خان جانا ہے۔ اگر آپ مجبور کریں تو پھر آپ کو لیہ چھوڑ آتے ہیں۔ آپ نے ٹرک

والوں کو اجازت دے دی۔ اس وقت جب آپ سڑک پر نماز پڑھ رہے تھے ایک کار والا آیا اور آپ کو کار میں بٹھا کر لیہ شہر لے گیا آپ لیہ شہر میں تقریباً ۳ سال رہے۔ آخر آپ نے چک نمبر ۳۳۵ ٹی ڈی اے میں جا کر ڈیرہ لگا دیا جہاں کہ زمین لی تھی۔

سلسلہ کی ابتداء

سرکار حویلی شریف والوں نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی کئی دفعہ لوگوں کو بیعت کرنے کی تلقین کی تھی۔ لیکن حضرت میاں صاحب عرض کرتے حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا ضرورت آپ کے سخت حکم فرمانے پر شروع میں آپ نے دو آدمیوں کو بیعت کیا۔ وہ دونوں مست ہو گئے ایک تو پہلی حالت پر آ گیا۔ لیکن دوسرا شخص جس کا نام محمد علی تھا تقریباً ۲ سال مست رہا۔ آخر مستی کی حالت میں اللہ کو پیارا ہو گیا۔ تو آپ نے سلسلہ کو بند کر دیا۔ آخر اعلیٰ حضرت کی وفات کے کئی سال بعد ۱۳۷۰ھ میں ایک دفعہ بندہ مدرسہ سے پڑھ کر گھر آیا۔ بڑے بھائی محمد مظہر احسان صاحب بھی موجود تھے آپ نے فرمایا حویلی شریف والوں کا فیض بند ہے۔ آج مجھے سلسلہ شروع کرنے کی سخت تاکید کی گئی ہے پہلے بھی ہم کئی دفعہ عرض کر چکے تھے کہ حضرت ہمیں بیعت کیا جائے لیکن آپ فرماتے تھے کہ کوئی پیر کامل تلاش کر دیپال شریف میں خواجہ قمر الدین صاحب اور کرمانوالہ میں اسمٰعیل شاہ صاحب خدا کے پیارے ہیں۔ لیکن ہم نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سمندر ہے اس کو چھوڑ کر باہر نالوں کی طرف کیوں جائیں

چنانچہ جب ہم نے بیعت کی تمنا کی انہوں نے سب سے پہلے ہمیں بیعت کیا اور درود شریف اور اسم ذات خاص طور پر بتایا۔ اس کے بعد کافی تعداد میں آدمی بیعت ہونے لگے۔ خاص کر احمد آباد میں کافی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے جب لیہ تشریف لائے اور تو چنیوٹ جوہر آباد۔ مٹھہ ٹوانہ۔ پیر پنجہ سے گزرے تو لوگ ٹھٹھ کے ٹھٹھ بیعت ہوئے اور لیہ میں آ کر رمضان شریف کے مہینہ میں لوگوں کو کافی تعداد میں بیعت کیا۔

زیارت حرمین شریفین اور حج اکبر کیلئے آپ کو بلاوا

آپ کو کئی آدمیوں نے بتایا کہ آپ کو حضور اکرم مدینہ طیبہ بلا رہے ہیں اور کئی ایک مستوں نے بھی بتایا کہ آپ کے لئے راستہ میں بہت انتظام کیا جا رہا ہے۔ لیکن آپ نے ابھی تک کوئی تیاری نہیں کی۔ حج کی درخواستوں کی تاریخ میں صرف دو دن باقی تھے کہ اللہ تعالےٰ نے خرچ کم و بیش انتظام کر دیئے۔ آپ نے حج کی درخواست دی تیسرے روز ہی آپ کو منظوری کی اطلاع مل گئی۔ اس وقت آپ احمد آباد میں تھے۔

غلاف کعبہ

میرے خیال میں آج تک اس سرزمین کو غلاف کعبہ چڑھانے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ اس سال باری تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ول کے ساتھ غلاف کعبہ بھی پاکستان سے تیار کروایا۔ معلوم ہوتا ہے گویا آپ ان زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے غلاف کعبہ بطور ہدیہ پیش کر رہے ہیں۔

امیر حج سے ملاقات

آپ کو بروقت اطلاع دی گئی آپ دوستوں کو ملتے ملاتے کراچی پہنچے اور سفینہ حجاج میں سوار ہوئے۔ سمندر کے سفر کے دوران سمندر بالکل سویا رہا اور نہ ہی کسی حاجی صاحب کو قے آئی اور نہ ہی کوئی بیمار ہوا۔ آپ نے پہلے افسران بالا سے پوچھا کہ ہمارا امیر حج کون ہے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کے امیر حج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ہے جو کہ ایک باشرع آدمی تھا۔ آپ نے فرمایا میں مغربی پاکستان کے امیر حج سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو مغربی پاکستان کے امیر حج نے جو کہ ساتھ ہی کھڑا تھا۔ سر جھکاتے ہوئے کہا کہ حضرت میں ہوں امیر صاحب کی داڑھی غائب تھی آپ نے امیر حج سے فرمایا جو آپ امیر ہیں آپ کو پابندی کرنی چاہیے اس لیے سپیکر میں اعلان فرمایئے کہ میں نے بھی داڑھی پر استرا پھیرا ... داڑھی رکھ لو کیونکہ یہی طریقہ سنت رسول کے مطابق ہے امیر حج بڑا نادم ہوا اور داڑھی رکھنے ...

زیارت روضہ اطہر اور آپ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازیاں۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شوال کے ماہ مبارک ۱۳۸۲ھ میں روضہ اطہر پر حاضر ہوئے حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کمال مہربانیاں فرمائیں جس کے بندہ قابل بھی نہ تھا۔ آپ نے مدینہ منورہ میں خواب میں دیکھا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ ایک کتاب ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں۔ کتاب میں حضرت میاں صاحب کا اجازت نامہ لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتاب پر دستخط فرما رہے ہیں۔ کسی نے عرض کی حضرت جگہ تھوڑی

ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا نہیں بہت جگہ ہے۔ اور ایک نے کہا کہ جب لوگ تھے لیکن حضور پور نے آپ کو کمال ہی مرتبہ دیا ہے —— حضور پاک کی یہ کمال مہربانیاں دیکھ کر آپ نے یہ ارادہ فرما لیا کہ ہمیشہ حضور کے روضہ اطہر پر رہوں گا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزیز آپ کو پاکستان جانا پڑے گا۔ کیونکہ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوں گے۔ اور آپ کو تقریباً دس دن کے بعد روضہ اطہر سے روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد آپ مکہ شریف تشریف لائے آپ فرماتے ہیں خانہ کعبہ کے انوار آفتاب کی طرح رونما ہوئے وہاں آپ کی طبیعت میں سستی سی چھا گئی حتیٰ کہ نماز میں رکوع سجود کا پتہ نہ چلتا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام رقم راہ مولا خرچ کر دی تھی لوگوں نے عرفات کے میدان کے لیے چھتریاں خرید لیں۔ کیونکہ وہاں سخت گرمی ہوتی ہے۔ لیکن آپ کی طبیعت مغموم تھی خواب میں حضرت سید ظفر الایمان صاحب ملے آپ نے فرمایا غم کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم وہاں خود چھتر کا انتظام کریں گے۔ جب دوسرے دن ہم میدان عرفات میں پہنچے حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ تمام دن ابر کا سایہ رہا اور چھوٹی چھوٹی بوندیں پڑتی رہیں۔ اس سال حج کے موقع پہ بارش ہوتی رہی اور حج کے دنوں میں موسم بہت خوشگوار رہا۔ تمام لوگ کہتے کہ اس سال کوئی اللہ کا پیارا حج میں شریک ہے جو اللہ تعالیٰ کا بہت مقرب ہے۔ جس گروہ میں حضرت میاں صاحب تھے، جب گروہ باہر نکلتا تو بادل سایہ کر لیتا تو یہ بات آپ کے گروہ میں بھی مشہور ہو گئی ہم میں کوئی اللہ کا مقرب بندہ ہے۔ تمام لوگ

کہتے اس سال حج کے موقع پر بہت موسم خوشگوار رہا ہے۔ آپ نے ۹ ذوالحج ۱۳۸۲ھ کو بروز جمعۃ المبارک حج اکبر کیا۔

حج سے واپسی اور مکاشفہ

جب حضرت میاں صاحب واپس تشریف لائے تو محمدی ڈیرہ چک نمبر ۲۳۵ ٹی ڈی میں قیام فرمایا۔

ایک دن حضرت میاں صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ پر سوار ہیں۔ اور اونٹ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ حضرت میاں صاحب نے بھی اونٹ کے ساتھ اڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور پر نور نے آپ کو ایک تھیلا عنایت فرمایا اور فرمایا اس کو لوگوں میں بانٹ دو۔ اور حضور پر نور نے ایک کھجور عنایت فرمائی تو میاں صاحب نے عرض کی حضرت اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں کھجور ڈالیں اور حضور پر نور نے کھجور کو حضرت میاں صاحب قبلہ کے منہ میں ڈالا۔

تبلیغی شاکلہ

حضرت میاں صاحب قبلہ ہر جگہ اور ہر رنگ میں تبلیغ فرماتے آپ کے پاس کوئی آدمی خواہ کسی کام کے لیے آتا اس کو اللہ اللہ کی طرف لگاتے۔ آپ کے پاس چکوں کے لوگ آتے جو کہ اکثر مویشیوں کی بیماریوں کے لیے عرض کرتے۔ تو میاں صاحب فرماتے آپ لوگ نماز روزہ نہیں کرتے۔ اس لیے بیماری آن پڑی ہے۔ کئی آدمی عرض کرتے حضرت

بھینس بگڑ گئی ہے وہ دودھ نہیں دیتی تو آپ فرماتے یہ آپ کا قصور ہے آپ نماز نہیں پڑھتے ہوں گے۔ اس لیے وہ دودھ نہیں دیتی۔ آج نماز شروع کر دو بھینس ٹھیک ہو جائے گی۔ کئی لوگ اپنے بچوں کو لے کر آتے اور عرض کرتے حضرت بہت روتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں آپ نماز پڑھتے ہیں جب جواب نفی میں ملتا تو فرماتے یہ اسی لیے روتا ہے کہ آپ نماز پڑھیں۔

حضرت میاں صاحب ہر آدمی کو داڑھی رکھنے کی تاکید فرماتے اور کوئی بھی کام والا آتا تو اگر داڑھی غائب ہوتی تو فرماتے میاں داڑھی رکھو تو بس کام ہو جائے گا داڑھی نہ رکھنے والوں کو فرماتے ان لوگوں کو نماز میں دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ اور عورتوں کو دوسری صف میں کھڑا ہونے کا حکم ہے۔ نمازی کم ہونے کی صورت میں داڑھی مونڈوں کو بائیں طرف حکم فرماتے۔ میرے حضرت میاں صاحب کے پاس کئی ایسے آدمی آتے۔ کہ جب ان کی بڑی بڑی مونچھیں دیکھیں تو فرماتے کہ بڑی مونچھوں والوں کو کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔ اس لیے مونچھیں کتروانی چاہئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔ اکثر آدمیوں کی مونچھیں بر وقت قینچی منگوا کر کٹوالتے اور پھر ان سے ان کے آنے کا مطلب پوچھتے۔ ایک دفعہ تین آدمی لیہ سے آئے ایک ڈاکٹر صاحب تھے اور دو بڑے آفیسر تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے سر پہ بڑا ہیٹ پہن رکھا تھا۔ اور مونچھیں بہت لمبی تھیں اور ان کو مروڑ مروڑ کر تلوار کے مانند بنایا ہوا تھا جونہی وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا میاں

تم ادھر کیوں آئے ہو۔ تم بھول کر ادھر آ گئے ہو۔ انہوں نے بہت منت سماجت کی کہ ہم نے ایک عرض کرنی ہے۔ آپ نے خادم کو کہا کہ قینچی لاؤ اس کی پہلے مونچھیں کترو۔ اس نے عرض کی حضرت گھر جا کر کتروا لوں گا۔ تو آپ نے ایک دوسرے آدمی سے ڈاکٹر صاحب کی مونچھیں کتروائیں اور پھر ان کا کام کیا۔

جونہی داڑھی آ گئی بیوی ساتھ آ گئی

آپ کی وفات کے بعد عبدالمجید صاحب لیہ والے نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب ان دنوں لیہ شہر میں تھے۔ کرامت اللہ صاحب جو کہ لیہ میں کوئی افسر تھے ان کی بالکل نامعلوم سی داڑھی تھی ایک دن آپ نے کرامت اللہ سے پوچھا شادی کیوں نہیں کرتے۔ شادی اپنی جلدی کرو اور داڑھی بھی پوری کرو یہ داڑھی سنت کے خلاف ہے۔ کرامت اللہ نے عرض کی حضرت جو میں نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی ہے اس وجہ سے تو کوئی مجھ کو رشتہ نہیں دیتا آپ نے فرمایا میری بات کا یقین کرو شادی جلدی ہو جائے گی۔ داڑھی مطابق سنت مبارک رکھو داڑھی جونہی آئے گی۔ بیوی بھی ساتھ آ جائے گی۔ تو کرامت اللہ صاحب نے توبہ کی اور داڑھی رکھ لی حضرت میاں صاحب واپس احمد آباد تشریف لے گئے چند ماہ بعد لیہ تشریف لائے تو کرامت اللہ بہت سی شیرینی لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی شیرینی ہے تو کرامت اللہ نے بتایا کہ چالیس دن کے اندر اندر

میری شادی ہو گئی۔ حالانکہ میں نے کوشش نہیں کی اور ۵۰/ روپے تنخواہ بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

نظر سے چند روز میں ٹی بی ختم

ایک آدمی لیہ سے حاضر خدمت ہوا اور عرض کی حضرت میں بہت غریب آدمی ہوں شوگر مل میں میں ملازمت کرتا تھا۔ تو میں بیمار ہو گیا مل والوں نے بہت علاج کیا۔ اور کافی تعداد میں ٹیکے وغیرہ لگائے۔ لیکن اب انہوں نے لاعلاج کر کے نکال دیا ہے کہ ٹی بی ہو گئی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ کوئی ٹی بی وغیرہ نہیں ہوئی ہے۔ آپ تندرست ہیں۔ یہاں رہیں۔ اور فرمایا کہ درویش گندم کاٹ رہے ہیں۔ آپ بھی گندم کاٹیں جاؤ باہر مسجد کے پاس درانتی پڑی ہے۔ اس بیچارے نے درانتی دیکھی تک نہ تھی مسجد کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور پھر حضرت میاں صاحب کے پاس گیا اور عرض کی حضرت درانتی کیسی ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہاں بیٹھ جا آپ گندم کاٹ چکے۔ وظائف ختم کر کے مسجد سے باہر تشریف لائے اور اس کو درانتی دی اور گندم کے کاٹنے کا طریقہ سمجھایا۔ صرف چند دن ہی اس کو ڈیڑھ پہر رکھ کر اجازت دے دی جب وہ گھر گیا۔ اور ڈاکٹروں کو اپنی صحت دکھائی تو ڈاکٹروں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آپ بہت جلد تندرست ہو گئے ہیں۔ کون سے ڈاکٹر صاحب سے علاج کروایا ہے۔ کیا کراچی جا کر علاج کروایا ہے یا لاہور سرگودھا سے تو اس نے کہا یہ پیر و مرشد کی

کرم نوازی ہے"۔

ایک اور کرامت

صوفی غلام محمد ارائیں ایک بہت نیک آدمی ہے۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس نے بہت سے علاج کئے دوائیں بھی کیں اور کئی ایک جگہ سے تعویزات بھی لیے لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی۔ صوفی غلام محمد اکثر لیہ میں حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوتا رہتا۔ ایکدن دعا کے لئے گھر سے لیہ میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگا۔ چونکہ شام کا وقت تھا، پہرہ دینے والوں نے غلام محمد کو شہر سے باہر بٹھا لیا۔ جب صبح ہوئی تو دو تربوز جو اُس کے پاس تھے لے کر حاضر خدمت ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی۔ تربوز جونہی پھاڑا بہت سُرخ نکلا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا جا تیرے گھر لڑکا ہوگا۔ تعویز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالے تجھ کو لڑکا عطا کرے گا۔ حضرت میاں صاحب چند دنوں کے بعد گھر احمد آباد میں تشریف لے گئے۔ پھر جب لیہ تشریف لائے تو مولانا محمد دین صاحب نے حضرت میاں صاحب سے عرض کی کہ آپ کی دعا غلام محمد کے حق میں قبول ہوگئی ہے۔ اللہ تعالٰی نے اُس کو ایک خوبصورت فرزند عطا کیا ہے۔

ڈاکو چور راہی سن زانی تے شرابی سن
گئے ہو پاک کر توبہ گلاں سن کے حق بھریاں

میرے حضرت میاں صاحب نے بہت سے لوگوں کو توبہ کرا کے

راہِ راست پر لگایا۔ ایک دفعہ ایک آدمی بہت دور سے آیا اور دو تین آدمی سفارشی بھی لایا۔ اور عرض کی کہ فلاں عورت میری طرف رغبت کرے حالانکہ وہ شادی شدہ تھی اور یہ آدمی اس سے زنا کی رغبت رکھتا تھا۔ تو حضرت میاں صاحب نے مجھ کو فرمایا کہ جا کر قرآن شریف نکال لاؤ۔ اور سورۃ نور کی پہلی آیات مبارکہ مع ترجمہ کے اس کو سناؤ جب اُس نے کلام پاک کی آیات مبارکہ سنیں تو اس نے میاں صاحب کے پاس تہہ دل سے توبہ کر لی کہ آئندہ کبھی بھی ایسا خیال تک نہ کروں گا۔ اس طرح کئی چور اور ڈاکو اور شرابیوں نے حضرت میاں صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی اور بہت نیک بن گئے۔

حافظ شیر شاہ نے یہ واقعہ بندہ کو خود بیان کیا ہے کہ میں ایک بہت سیاہ کار شخص تھا۔ اور تمام میرے گھر والے میرے خلاف اور کئی میرے دشمن میرے قتل کے درپے تھے۔ میں نے کاروبار کے سلسلہ میں ادھر ادھر چکر لگایا لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ شیر شاہ صاحب چوک اعظم پر آئے ان کے پاس کوئی پیسہ وغیرہ نہ تھا کہ روٹی ہی کھا لیتے۔ بھوک نے بہت تنگ کیا ہوا تھا۔ حضرت میاں صاحبؒ کے ڈیرہ کا ارادہ کیا کہ وہاں جا کر درویش بن کر رہتا ہوں اور موقع پا کر کوئی نہ کوئی چیز چرا لوں گا۔ حافظ شیر محمد صاحب جب حضرت میاں صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور رہنے کا اظہار کیا تو حضرت میاں صاحب نے بڑی شفقت سے رکھ لیا۔ حضرت میاں صاحبؒ کے نور کو دیکھ کر جلد ہی حافظ صاحب کی طبیعت چوری کی طرف سے پھر گئی

اودھر حضرت میاں صاحب رح نے حافظ صاحب کو توبہ کرا کے اللہ اللہ پر لگا دیا۔ اور قصیدہ غوثیہ کی چالیس دن زکوٰۃ حافظ صاحب سے پوری کرائی۔ زکوٰۃ پوری ہونے کے بعد حضرت میاں صاحب رح نے حافظ صاحب کو فرمایا کہ سیدھے گھر چلے جاؤ آپ کے لئے لوگ بے چین ہیں اور آپ کے فراق میں اُنکے دلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب کے سامنے ویسے ہی عرض کر دیا کہ سیدھا گھر جاؤں گا۔ لیکن آپ کی باتوں کا اعتبار دل میں نہ آیا کیونکہ میرے گاؤں والے لوگ تو دشمن تھے اور موقع کی تلاش میں تھے۔ رخصت لے کر گھر کی بجائے جھنگ گیا کہ کوئی مسجد ہی مل جائے تو امامت کر لوں۔ لیکن کام نہ بنا البتہ لوگ بہت عزت کرتے۔ پھر واپس لیہ شہر چلا گیا لیہ سے پھر گڑھ مہاراجہ آیا کہ شاید کوئی کام بن جائے۔ لیکن اسی وقت دل میں خیال آیا کہ گھر کے قریب ایک دربار ہے وہاں جاتا ہوں۔ وہ میری مدد بھی کریں گے۔ حافظ صاحب وہاں پہنچے تو گھر کا خیال آیا کہ راتوں رات جا کر حالات کا اندازہ لگاتا ہوں کہ ان لوگوں کا میرے متعلق کیا ارادہ ہے۔ رات کو ڈرتے ڈرتے حافظ صاحب گاؤں میں گئے گھر کو دور سے ہی دیکھا کہ بالکل آباد ہے جو بالکل برباد ہو چکا تھا جب اندر داخل ہوا تو میری بیوی اور ہمشیرہ وغیرہ مجھے مل کر خوب روئے اور تمام گاؤں اکٹھا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا کہ لوگ میرے فراق میں تڑپ رہے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جوہر آباد تشریف لے گئے جوہر آباد کے چیئرمین محمد حسین صاحب تھے اور صوفی کے نام سے مشہور تھے

حضرت میاں صاحب رح نے چٹ لکھ کر اندر بھیجی تو اس نے بلا بھیجا چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے وہ حضرت میاں صاحب کے استقبال کے لئے کرسی سے اٹھے چونکہ وہ صوفی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ لیکن داڑھی غائب تھی حضرت میاں صاحب رح نے اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے اور ہاتھ نہ ملائے چیئرمین صاحب سٹ پٹائے تو حضرت میاں صاحب نے فرمایا بھائی صاحب میں نے آپ کو نہیں ملنا ہے۔ میں نے تو صوفی محمد حسین صاحب کو ملنا ہے۔ شاید تو کون ہے۔ تو چیئرمین صاحب نے آنکھیں نیچی کر لیں۔ اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا حضرت صوفی صاحب کا نام میں نے ہی بدنام کیا ہوا ہے۔ آپ جو ارشاد فرمائیں بندہ کے سر آنکھوں پر۔ ایک دفعہ صوفی عطا محمد اور سیر صاحب پنجہ شریف والے نے عرض کی حضرت تھل کے بڑے افسر جو اس وقت میاں صاحب کے نام سے مشہور ہیں اس نے مجھے بارہا کہا ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب کو ایک دفعہ میں نے اپنے گھر لے چلنا ہے۔ حضرت میاں صاحب سے میرے لئے سفارش فرمائیں۔ اور سیر صاحب حضرت میاں صاحب کے مقرب تھے حضرت میاں صاحب جوہر آباد تشریف لے گئے جب اس کے گھر گئے تو چونکہ ان کا پردہ تھا اس لئے تمام آدمی باہر ٹھہر گئے۔ جب حضرت میاں صاحب اندر گئے تو وہ صاحب اکیلے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن داڑھی ان کی بھی غائب تھی۔ لیکن تھے میاں صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی آپ نے فرمایا میاں صاحب کہاں ہیں جنہوں نے

ہم کو بلایا ہے ان کو جلدی بلاؤ وہ بچارا کافی دیر تک خاموش کھڑا رہا۔ پردہ کی وجہ سے نہ تو کوئی آدمی جاسکا جو کہتا یہی میاں صاحب ہیں اور نہ ہی ان کو خود جرأت ہوئی کہ کہتا میں ہی میاں صاحب کے نام سے مشہور ہوں۔ آخر دیر کے بعد معلوم ہوا کہ یہی میاں صاحب ہیں۔ تو آپ نے فرمایا مجھے تیری دعوت کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس نے بہت معذرت کی اور داڑھی منڈوانے سے توبہ کی اور یہ بھی کہا کہ آج تک مجھے کسی شخص نے داڑھی رکھنے کے متعلق نہیں کہا۔ میں آج سچی توبہ کرتا ہوں۔

منکر نکیر

آپ کی وفات سے چند ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے کہ اچانک دو آدمی لمبے قد کے اندر داخل ہوئے۔ ہاتھوں میں لمبی لمبی لاٹھیاں پکڑے ہوئے تھے۔ سیاہ رنگ کے کیری آنکھوں والے تھے۔ لاٹھیاں باہر دروازے پر رکھ کر اندر آئے۔ حضرت میاں صاحب نے پوچھا تم کون ہو۔ ہمارا تو پردہ ہے تم کس طرح اندر آگئے تو انہوں نے جواب دیا ہم منکر نکیر ہیں۔ اور جلدی سے باہر نکل گئے۔ یہ واقعہ خواب کا نہیں ہے۔

تصورِ شیخ

ایک دن حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ تصورِ شیخ کے بارے میں فرمانے لگے اگر یہ ہو جائے تو بہت کمال ہے اور یہ اشعار جو کہ مولانا نور احمد صاحب کے ہیں پڑھنے لگے۔

اک تصور پیر دا جیکر محکم ہو جا دین دنی وچہ اس نوں ہور نہ حاجت کو
تصور پیر دا ہر دم پیا پکا ہے وریہاں دی بندگی مرشد دا تعا

پھر آپ نے فرمایا کہ جب مرید شیخ کامل کا تصور کرتا ہے تو شیخ پر جو نور انوار وارد ہوتے ہیں۔ وہی مرید پر بھی ہوتے ہیں۔ دراصل کام سارا پیر کی توجہ پر ہی منحصر ہوتا ہے۔

نظر محبت پیر دی جتول جا پئی!!
وانگوں مینہ برسات دے سب نوں تار گئی

پھر فرمانے لگے حویلی شریف والے تو مجھ کو رنگ چڑھا گئے ہیں، میں ایک جٹ آدمی تھا۔ ہلوں سے پکڑ کر پیر بنا دیا۔ پھر یہ شعر پڑھنے لگے۔

جیہڑے پیر دی نظر منظور ہو گئے
گھرا نہاندے پیریاں امیریاں نی

تصورِ شیخ کے مکمل ہو جانے کی نشانی یہ ہے کہ اگر کسی اور کا تصور کرے تو وہ سیاہ نظر آئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں جب مکان شریف جاتا تو اکثر طور پر ملاقاتیں حضرت میاں شیر محمد صاحب سے ہوتیں۔ اور مجھے اپنے پیر سرکار حویلی شریف والوں کا تصور بہت حاصل تھا۔ ان دنوں مجھے میاں شیر محمد کا بھی تصور ہونے لگا۔ دل میں خیال آیا کہ یہ تو اچھا کام نہیں ہے تصور صرف اپنے شیخ کا ہی ہونا چاہیئے ورنہ کام خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے حالانکہ میاں شیر محمد بھی ایک کامل ولی اللہ تھے حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ کئی دن تک سجدے میں رو رو کر دعائیں مانگتا رہا کہ الٰہی مجھے میاں شیر محمد

کے تصور کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تب کافی دن کے بعد جا کر میاں شیر محمدؒ کا تصور ہٹا اور اپنے پیر کا ہی تصور ہونے لگا۔

ے ظاہری شکلاں اتے بھل جانا ایہہ نہیں کم دانا فرزانیاں دا
تھاں تھاں تے ہی جان قربان کرنی ایہہ ہے کم، کم ظرف دیوانیاں دا
ہر ایک شمع اتے سڑ کے مر جانا ایہہ ہے کم، کم ظرف پروانیاں دا
اعظم اک ہی ذات وچ مست رہنا ایہہ ہے کمال صرف مستانیاں دا

حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ ناقص پیر یا جہاں سے تربیت پوری نہ ہو سکے چھوڑ کر دوسری طرف کسی کامل شخص کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جہاں پوری تربیت ہو سکے۔ مگر ایک کامل شخص کو جہاں سے تربیت ہو رہی ہو، چھوڑ کر دوسری طرف توجہ کرنا کام خراب کر دیتا ہے۔

ارشادات حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جو ارشادات بندہ کو یا چند دوستوں کو یا مجمع میں فرماتے، بندہ نے ان کو تاریخ وار جس دن حضرت میاں صاحب نے بیان فرمائے تھے لکھے ہیں۔

۱۔ ۴۔ ذیقعد ۱۳۷۷ھ بمطابق ۲۵ مئی ۱۹۵۸ء اتوار قبل نماز ظہر کے احمد آباد میں جب آپ نے مجھ سے اور دوسرے دوستوں سے تہجد کا حال پوچھا تو فرمایا جس آدمی کا نفس بہت تند ہو تو اس کو سزا دینی چاہیئے۔ تہجد کی نماز اگر ایک دن قضا ہو جائے تو اس دن سارا دن روٹی نہ کھاوے اور دھوپ میں کھڑا رہے، دوسرے دن نفس بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ پھر فرمایا تمہارے

استاد صاحب جب دعائیں صبح کے وقت قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا ترجمہ سنا دیں تو غور سے سنا کرو اور ساتھ ساتھ آیات مبارکہ یاد بھی کیا کرو پھر میری طرف خاص توجہ دے کر فرمانے لگے کہ تجھ کو مدرسہ میں دوڑ کر جانا چاہیئے۔ دوڑتے وقت جب سانس اندر جائے تو اللہ اور باہر ہو کہا کرو انشاء اللہ دل جلدی زندہ ہو جائے گا۔ کیونکہ دوڑنے سے بھی دل زندہ ہوتا۔

۲۔ ۲۰ ذوالحج ۱۳۷۷ھ ۸ جولائی ۱۹۵۸ء بوقت عشاء بروز منگل احمد آباد میں چند دوستوں میں فرمانے لگے۔ درویش عام نہیں ہوتے بلکہ ان میں چار صفات ہوتی ہیں۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

"ترک دنیا ترک مولا ترک عقبےٰ ترک ترک"

پھر آپ نے تشریح فرمایا کہ درویش وہ ہے کہ دنیا کو بھی چھوڑ دے مولا کو بھی چھوڑ دے، مولا کا مطلب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ جو تو نے دنیا میں اس کی جگہ بنائی ہوئی ہے اور جن پر بھروسہ کئے ہوئے ہے ان سب کو چھوڑ دے۔ آخرت کو بھی چھوڑ دے یعنی جنت کی حور و غلمان کی توجہ نہ کر، اور جو تو ہر روز کہتا ہے کہ میں نے ان سب کو چھوڑ دیا یہ کہنا بھی چھوڑ دے تو وہ درویش ہے ٹوپی چار کنٹروں والی عام آدمی کو نہیں پہننی چاہیئے۔ بلکہ جس میں یہ صفات موجود ہوں وہ پہنے۔

۳۔ ۲۲ ذوالحج ۱۳۷۷ھ ۱۰ جولائی ۱۹۵۸ء بروز جمعرات بوقت طلوع آفتاب کے احمد آباد کی مسجد میں فرمانے لگے۔ کہ ہر شخص کو ہر روز سوا سپارہ منزل کرنا چاہیئے۔ اور ترجمہ کا بھی خیال کرنا چاہیئے اور قرآن شریف جب

کھولنے لگے تو اسمِ ذات کا تصور پہلے کچھ دیر کے لئے کرے اور سات مرتبہ وقل رب زدنی علماً کہہ کر قرآن پاک کھولے اور جب قرآن پاک میں لفظ اللہ آئے تو بہت خوش ہوئے اور اسمِ ذات کو دل پر جما لینا چاہیئے پھر فرمانے لگے کہ آدمی کو خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ۹ حصّہ عبادت خاموشی میں ہے۔ جب کوئی بہت ضروری بات ہو تب بات کرے اور فرمایا اس نقطہ کو اچھی طرح یاد کرو حضرت بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ خاموشی ہے

خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

۴۔ ۵ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ ۲۳ جولائی ۱۹۵۸ء منگوار کو احمد آباد میں چند دوستوں میں لطائف کی تشریح فرما رہے تھے۔ فرمانے لگے پہلا لطیفہ قلب ہوتا ہے نور اس کا زرد رنگ کا ہے۔ ولایت اس کی حضرت آدم علیہ السلام کے قدموں سے شروع ہوتی ہے۔ مقام اس کا بائیں پستان کے دو انگشت نیچے جانب چپ واقع ہے اور سبق اللہ اللہ ہے۔ جب یہ لطیفہ طے ہو جاتا ہے تو پھر دوسرا لطیفہ روح کا شروع ہوتا ہے۔ جس کا مقام دائیں پستان کے نیچے کی طرف جانب راست واقع ہے۔ نور اس کا سُرخ ہے ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں سے شروع ہوتی ہے۔ سبق اللہ اللہ ہے۔ تیسرا لطیفہ سِرّی ہے جو کہ قلب کیساتھ ہی دائیں طرف واقع ہے نور اس کا سفید ہے اور ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں سے شروع ہوتی ہے اور سبق اللہ اللہ ہے۔

چوتھا لطیفہ خفی ہے جو کہ روح کے ساتھ بائیں طرف واقع ہے۔ نور اس کا سیاہ رنگ کا ہے اور ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں سے شروع ہوتی ہے۔ سبق اللہ اللہ ہے۔ پانچواں لطیفہ اخفیٰ ہے جس کا مقام سینے کے وسط میں ذرا بائیں جانب واقع ہے۔ ولایت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے شروع ہوتی ہے۔ نور اس کا سبز ہے۔ یہ تمام لطائف ہاتھ رکھ رکھ کر سمجھائے۔ فرمانے لگے دراصل یہ قلبی ذکر کی ہی شاخیں ہیں۔ اور مجھ کو تو اکٹھے ایک دفعہ ہی کھل گئے تھے۔ اور ساتھ ساتھ انبیائے کرام کی زیارت بھی ہوئیں۔ اور مکمل واقعہ سنایا جو کتاب میں پہلے گذر چکا ہے۔

۵۔ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء جمعرات کو بعد نماز عصر کے فرمایا کہ نماز پڑھنے کے بعد ہر شخص کو چاہیئے کہ گیارہ مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر ہتھیلی دائیں پر پھونک کر منہ پر پھیرے کلمہ شریف کی برکت سے نماز قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بعض آدمیوں کی نمازیں بعض نقائص کی وجہ سے قبول نہیں ہوتیں اور فرشتے اس کو منہ پر مارتے ہیں۔ پھر فرمانے لگے۔ کسی آدمی کا ایمان چھوٹا ہے۔ لیکن کئی لوگوں کا ایمان بڑا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اصحابہ کرام کے درجات بلند تھے۔ کیونکہ ان کے ایمان بڑے تھے اگر ہزار ولی اللہ بھی مل جائے تو ایک ادنیٰ اصحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ پھر فرمانے لگے انسان کو بہادر بننا چاہیئے اور بہادروں کی طرح کام کرنا چاہیئے۔ کمزور دل والا انسان اللہ اللہ

بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بھی بلند ہمت والے انسان کا کام ہے۔ ایک دفعہ میرے حضرت پیرو مرشد نے مجھ کو کسی کام کو بھیجا راستہ میں بس خراب ہو گئی۔ ساتھ ہی ایک گاؤں شیعہ حضرات کا تھا۔ وہاں جلسہ ہو رہا تھا اور شیعہ اہل سنت والجماعت کے علماء کی بے حرمتی کر رہے تھے میاں صاحب فرمانے لگے کہ میں جلسہ میں گیا دوسری طرف میں نے دیکھا کچھ لوگ صفوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ خاص لوگ ایک خاص صف پر ہیں۔ سامنے ایک خوبصورت پلنگ بچھا ہوا تھا۔ یہ پلنگ ان کے مجتہد کا تھا۔ پہلے میں جاکر اس خاص صف میں بیٹھا۔ لیکن پھر کوئی ایسا خیال دل میں آیا کہ میں جاکر پلنگ پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے سمجھا یہ بھی ہمارے کوئی مجتہد صاحب ہیں۔ آخر جب مجتہد صاحب آئے تو ان کے لئے اور پلنگ بچھایا گیا۔ جب سب علماء کرام تقریر کر چکے تو میں خود بخود سٹیج پر کھڑا ہو گیا اور ان کے تمام مسائل کی تردید کر دی۔ حالانکہ تمام لوگ شیعہ تھے لیکن کسی کو بات کرنے کی جرأت تک نہ ہوئی پھر ہماری بس تیار ہو گئی اور میں بس میں سوار ہو گیا۔ لہذا اگر انسان ہمت سے کام لیوے تو ہر جگہ اللہ تعالےٰ عزت دیتا ہے۔ اور تبلیغ بھی ہو سکتی ہے۔

۶۔ بروز جمعہ شریف ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء صبح کے نماز کے بعد فرمانے لگے کہ میں ایک شہر میں تھا۔ اچانک میرے پاس ایک ابدال آگیا۔ اور اس نے فرمایا کہ انسان کو ہر روز کم از کم ایک پاؤ قرآن شریف ضرور بالضرور پڑھنا چاہیئے میں نے پوچھا کوئی اور چیز

تبلیئے اس نے کہا بس مجھ کو اتنا ہی بتانے کا حکم تھا۔ اور ایک موقع پر حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ جب حضرت صاحب نے توکلت علی اللہ بٹھایا۔ تو کبھی تکلیف بھی آجاتی تھی۔ لیکن جب تکلیف آتی الحمد للہ بھی ہوتی اور ایسا کام کھلتا کہ پانچ پانچ ماہ بادشاہوں کی طرح خرچ کرتے ایک دفعہ عید کے موقع پہ ہمارے گھر کچھ نہ تھا۔ طبیعت خراب تھی۔ جب صبح ہوئی ایک سفید ریش آدمی آیا میں اسوقت گھر نہ تھا اس نے ایک سویوں کی پرات ہمارے گھر دی پہلے تو وہ پرات چھوڑ کر چلا گیا لیکن پھر واپس آیا اور اپنی پرات لے کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ پرات تو میں شاید نہ ہی لیتا اگر راز فاش ہونے کا ڈر نہ ہوتا آپ نے فرمایا شاید وہ کوئی فرشتہ تھا۔ واللہ اعلم وہ کھانا ایسا لذیذ تھا۔ کہ اس جیسا آج تک نہیں کھایا۔

۷۔ ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۱۱ نومبر ۱۹۵۸ء منگلوار کو عشاء کی نماز کے بعد جب کہ کافی آدمی جمع تھے کئی سوال کرنے لگے کہ حضرت فلاں عبادت کا درجہ کیا ہے۔ یا فلاں نیکی کا درجہ کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا فقیر کو درجے نہیں دیکھنے چاہیئے بس جو کچھ کرے اللہ تعالیٰ کیواسطے کرے پھر فرمانے لگے اللہ تعالےٰ نے تمام ارواح کو اکٹھا کیا۔ اور پوچھا کیا تم میری عبادت کرو گے تو سب نے بلیٰ کا نعرہ لگایا۔ تو اللہ تعالےٰ نے دنیا پیش کی تو سب خلقت میں سے ۹ حصہ لوگ دنیا کی طرف مائل ہو گئے۔ جو باقی لوگ رہ گئے۔ باری تعالیٰ نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو

روحوں نے عرض کیا۔ اے رب العزت تجھ سے تجھی کو مانگتے ہیں۔
تو اللہ تعالےٰ نے جنت کے حور و غلمان پیش کئے تمام خلقت میں سے ۹ حصہ
لوگ جنت کی آرائش کی طرف مائل ہو گئے۔ جو باقی بچے باری تعالےٰ
نے پوچھا تم لوگ کیا چاہتے ہو تمام نے عرض کی الٰہی تیری رضا چاہتے ہیں
تو اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمایا۔ اور ان کو تکالیف اور مصیبتیں دکھائیں
لیکن یہ لوگ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ثابت قدم رہے۔ تو اللہ
تعالےٰ نے فرمایا یہ ہیں میرے سچے بندے، پھر حضرت میاں صاحب
نے حدیث پاک بیان فرمائی کہ حضور نے فرمایا طالب الدنیا مخنث
و طالب العقبیٰ مونث، و طالب المولیٰ مذکر" یعنی دنیا کا طالب
ہیجڑا ہے اور حور و غلمان کا طالب مؤنث ہے اور اللہ تعالیٰ کا طالب
مذکر ہے یعنی مرد ہے۔

۸۔ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۱۲ نومبر ۱۹۵۸ء بدھ کی رات کو عشاء
کی نماز کے بعد فرمایا اگر آدمی قرآن پاک کا ایک لفظ بے وضو پڑھے
تو ۱۰ نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر وضو سے پڑھے تو ۲۵ نیکیاں ملتی ہیں،
اگر نوافل میں بیٹھ کر پڑھے تو پچاس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور اگر نماز میں
کھڑے ہو کر پڑھے تو ۱۰۰ نیکی ملتی ہے۔ جیسے الٓمٓ یہ تین حرف
ہیں۔ پھر فرمانے لگے کہ یہ دعا تم کو تہجد پڑھ کر ضرور پڑھنی چاہیئے۔
اس کے پڑھنے سے آدمی اللہ اللہ پر لگ جاتا ہے۔ دعا حضرت
مولانا نور احمد صاحب چنیوٹ والے کی ہے۔

؎ میں بندہ ہوں تیرا گنا ہوں بھرا
میں منگتا ہوں آ کر تیرے در کھڑا!
بھکیارہ، دکھیارہ، نکارہ، ہوں میں!
و گر نیک و بد ہوں تمہارا ہوں میں
میرے پر فضل کی نگاہ کیجئے!
میرا کاسۂ دل تو بھر دیجئے
میرے دل کے تفکر سب مٹا کر
بجز نام تیرے نہ ہو کچھ خبر
نہ جنت کی خواہش نہ دوزخ کا ڈر!

۹۔ ۲ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر کے فرمایا بعض
لوگ کہتے ہیں۔ میاں اللہ تعالیٰ گناہ کرواتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں
طاقت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاقت کے بغیر ہم کوئی کام نہیں
کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو
فعل مختار بنایا ہے۔ تاکہ باری تعالےٰ آزما دیں کہ وہ کیا کام کرتا ہے
پھر جب ہم کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ خواہ نیک ہو یا بد
اللہ تعالیٰ ہمیں کرنے کی طاقت دیتا ہے۔ مثلاً جب چور کوئی چوری
کرتا ہے۔ تو وہ بھی باری تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ جلدی سو جائیں
تاکہ میں چوری کروں۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔
اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا دارومدار نیت پر موقوف ہے۔ پھر ایک آدمی
عرض کرنے لگا حضرت ہم نے درود پاک گھر میں پڑھوانا ہے۔ تاکہ برکت
ہو۔ آپ نے فرمایا جب تک شوق سے پڑھیں تب
تک پڑھاؤ۔ پھر محفل پاک کو دعا کے ساتھ ختم کرنا چاہیئے تاکہ لوگ
دعا کی بجائے بد دعا نہ کریں۔

۱۰۔ سوموار کی رات بعد نماز عشاء ۴ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ ۱۵ نومبر ۱۹۵۸ء کو چند اشخاص میں فرمایا۔ کہ فقیر کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو مارے مطلب یہ ہے نفس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع کرے اگر کسی پر ناراض ہو تب بھی اللہ کے لئے اور اگر محبت کرے تو بھی اللہ تعالےٰ کے لئے۔ بہادر وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر قابو پالے۔ اگر اس کا نفس اس کے قابو میں نہ ہو تو کچھ بھی نہیں نفس اُس کو خراب کرے گا۔ اور نیکی سے باز رکھے گا۔ پھر ایک موقعہ پر فرمایا کہ انسان کا نفس ایک بات پر نہیں رہتا۔ کبھی کوئی بات کہتا ہے۔ کبھی کوئی۔ اگر بھوک ہے تب بھی تنگ ہے اور ہر چیز گھر میں موجود ہے پھر بھی تنگ ہے۔ دھوپ ہے تو چھاؤں کا طلبگار رہے گا۔ چھاؤں ہے تو دھوپ کا طلب گار ہوگا۔ اور اگر ذرا سی کوئی تکلیف آجائے تو فوراً بڑبڑا اٹھتا ہے۔ اور باری تعالےٰ کے انعام بھول جاتا ہے اور دعائیں بہت جلدی کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو جلد باز کہا ہے۔

۱۱۔ سوموار کے دن ۶ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ ظہر کی نماز سے پہلے ایک آدمی نے نیند اور بھوک کے متعلق کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا بھوک کا درجہ بہت بلند ہے۔ اگر آدمی بھوکا ہے اور صبر ہے اور سلام حقیقی حاصل ہے تو کمال ہے۔ اگر ایسا نہیں تو وہ سخت ذلیل ہوگا۔ اگر کھاتا ہے اور پھر فاقہ کرے اور نفس کو تنبیہ کرے تو کمال ہے۔ آپ نے

فرمایا کہ روٹی تھوڑی سی ضرور کھانی چاہیئے مگر صرف چند ایک لقموں پر اکتفا کرے۔

نہ کھا اتنا کہ نکلے منہ سے باہر
نہ کم اتنا کہ جان تن سے نکلے

روٹی بالکل نہ کھانے سے چند ایک لقمے کھا کر ہاتھ کھینچ لینا مشکل کام ہے اور کمال ہے۔ جو آدمی تھوڑا کھائے پیئے نیند بھی تھوڑی آتی ہے۔ انسان کو ہر وقت ذکر کرتے رہنا چاہیئے۔ سوتے وقت تو دل کو ضرور اللہ اللہ کی طرف لگائے۔ جب نیند غلبہ کرے تب سونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ خود بخود بستر بچھا کر سو جائے۔ بزرگ تو اس طرح کرتے ہیں۔ جب دنیا کا خیال آئے تو وضو کرتے ہیں بعض بزرگ صرف اس لئے کھاتے ہیں کہ سنت نبوی پوری ہو۔

۱۲۔ جمعرات کی رات بعد نماز عشاء کے ۸ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ کو فرمایا کہ نماز آدمیوں کو بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ جس نے بُرے کام نہیں چھوڑے وہ سمجھو کہ ابھی نماز نہیں پڑھتا ہے اور محض دکھاوا کرتا ہے ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بیشک نماز آدمی کو بے حیائیوں سے اور بُرے کام سے روکتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے ایک جوان آدمی نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک آدمی نے حضور سے عرض کیا حضرت یہ نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے تو حضور نے فرمایا عنقریب اس کی نماز اس کو چوری سے روک دے گی لیکن

آج کل لوگ نماز میں کچھ پڑھتے نہیں۔ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو بے حیائی اور بُرے کاموں سے روک دیتی ہے۔ پھر فرمانے لگے انسان کو کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیئے۔ بزرگوں کا قول ہے۔ بیکار مباش کچھ کیا کر، کپڑے ہی ادھیڑ کے سیا کر، پھر آپ نے حویلی شریف کو رات کو آنے جانے قصہ اور کام چھوڑنے کا قصہ بیان فرمایا جو کتاب میں پہلے درج ہو چکا ہے۔

۱۳۔ بدھ وار ۱۴ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ بعد نماز عشاء کے فرمانے لگے۔ ذکر قلبی سب عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔ شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے ذکر قلبی ہی کراتے رہے۔ نماز تو بعد میں فرض ہوئی ہے۔ تو انسان کو چاہیئے ہر وقت دل میں ذکر کرتا رہے یعنی دلیل اللہ تعالےٰ کی طرف رہے خواہ کسی مجلس میں ہی کیوں نہ بیٹھا ہو۔

ع از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم دیدہ ام اندر جہاں

یعنی اندر سے یار کے ساتھ ہو اور ظاہر طور پر بیگانہ ہو اس قسم کے لوگ دنیا میں کم ملتے ہیں۔ اور قلبی ذکر کی مثال آپ نے اس طرح بیان فرمائی۔ ایک دفعہ مکان شریف میں عرس شریف کے موقع پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے وعظ میں فرمایا کہ دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح ہونی چاہیئے کہ ایک عورت ہے اور وہ کہیں سے پانی بھر کر آ رہی ہے تو ایک گھڑا سر پر رکھ کر اس پر دو گھڑے اور رکھے ہوئے ہیں

ایک پانی کا برتن کمر پر اٹھائے ہوئے ہے۔ تو جب وہ گلی میں جا رہی ہے تو اپنی سہیلیوں سے ہنسی بھی کرتی جا رہی ہے۔ لیکن اس عورت کی دلیل اوپر والے گھڑے میں ہے اگر دلیل گھڑے سے ذرا بھی ادھر ادھر ہوئی تو پانی کا برتن گر کر ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اس طرح ذکر کرنے والے کو بھی چاہیئے خواہ اکیلا ہو یا مجلس میں کوئی کام کر رہا ہو یا فارغ ہو لیکن دلیل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رہے۔

۱۴۔ جمعرات بعد طلوع آفتاب ۱۵ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ کو جب کہ بندہ آپ کی خدمت میں آیا تو ایک آدمی نے عرض کی حضرت میرا دل روشن نہیں ہو رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ورد وظائف بارہ ہوتے ہیں لوٹا صرف "اللہ ہو" ہے ابھی تک تم کو ایک سال بھی نہیں ہوا ہے۔ دل کی روشنی تو سالہا سال کی ریاضت سے حاصل ہوتی ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک دفعہ ایک بستی میں گئے اور مسجد میں رات کو ٹھہرے مسجد میں ایک مسافر اور بھی تھا۔ بستی والے مسافروں کو دیکھ کھانا وغیرہ لائے۔ لیکن جونہی کوئی آدمی روٹی وغیرہ لے کر آتا دوسرا مسافر جھٹ اٹھ کر لے لیتا اور کھا جاتا۔ اسی طرح کئی آدمیوں سے روٹی لے کر کھا گیا۔ لیکن حضرت غوث پاک نے روٹی کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ دوسرے مسافر کو رات کو دست شروع ہو گئے اور وہ مسجد میں ہی پاخانہ کرتا رہا۔ صبح کے وقت جب نمازی آئے تو پوچھا یہ گندگی کس نے پھیلائی ہے تو دست بیٹھنے والا شخص فوراً

بول اٹھا کہ اس نے گندگی کی ہے۔ لیکن غوث پاک نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو شہر کے قاضی نے فتویٰ لگایا کہ مسجد میں دست کرنے والے شخص کو اونچی جگہ کھڑا کر کے دھکہ دیا جائے تو حضرت غوث پاک کو جب دیوار سے گرایا گیا تو آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے۔ گال پہ کچھ زخم بھی آگیا وہ صاف کیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کہ اے باری تعالےٰ یہ لوگ بے خبر ہیں تو ایک شخص نے حضرت غوث پاک کو پہچان لیا۔ اور قدموں پر گر پڑا اسی طرح سارا گاؤں قدموں پر گرا اور معافی مانگی۔ پھر میاں صاحب فرمانے لگے کہ تم کو تو ابھی کوئی تکلیف نہیں آئی۔ دل کی روشنی تو دو طرح حاصل ہوتی ہے یا تو مصائب کا زمانہ ہو اور پھر آدمی ڈٹ کر اللہ اللہ کرے یا پھر اللہ اللہ کے ساتھ ریاضت بھی ہو۔ صوفی غلام محمد درویش نے عرض کی حضرت مصیبتیں تب سہاریں جب نور انوار کھلیں تو آپ نے فرمایا جب آدمی اللہ اللہ ڈٹ کر کرے تو اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو جاتا ہے ایک آدمی نے عرض کی حضرت نفس کو کس طرح مارنا چاہیئے تو حضرت میاں صاحب نے حضرت بایزید بسطامیؒ کی مثال بیان فرمائی کہ حضرت بایزید بسطامیؒ ایک بازار سے گذرے نفس نے خربوزہ کھانے کی خواہش کی تو آپ نے نفس کو کہا آج تجھ کو خربوزہ کھلاؤں یہ نیت کر کے اپنے کپڑے سنوارے اور ایک خربوزہ والے سے ایک خربوزہ بغیر قیمت کے اٹھا لیا اور بھاگنا شروع کیا۔ خربوزے والا آدمی پیچھے بھاگا کہ لوگو

دوڑو چور ہے تو لوگوں نے آپ کو پکڑ لیا اور خوب مارا جب لوگ مارتے تو آپ فرماتے لوگو اس کو خوب مارو اس نفس کا علاج یہی ہے تو ایک بزرگ نے آپ کو پہچان لیا کہ یہ تو حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں تو تمام لوگ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور تمام شہر آپ کا گرویدہ ہو گیا۔ تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے لوگوں کو فرمایا کہ میں نے یہ نفس کو تنبیہہ کی ہے کہ تو نے اللہ تعالےٰ کی یاد سے ہٹ کر خربوزہ کی طرف کیوں توجہ دی حضرت میاں صاحبؒ اسی روز بعد نماز ظہر کے فرمانے لگے۔ ایک دفعہ حضرت شیخ سعدیؒ نے سنا کہ فلاں شہر میں ایک بہت ولی اللہ شخص ہے۔ آپ اس کی زیارت کو گئے۔ شہر میں جا کر پوچھا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا گھر کہاں ہے تو ان لوگوں نے کہا یہاں کوئی حضرت وغیرہ نہیں ہے۔ ہاں ایک شخص حسنی نامی ہے جو کہ لوگوں کو ورغلاتا رہتا ہے۔ باہر جا کر پیری مریدی بھی کرتا ہے۔ شاید وہی ہو۔ شیخ سعدیؒ جب آپ کے گھر تشریف لائے تو آپ کی بیوی صاحبہ جو کہ بہت جلالت والی تھیں۔ ناراض ہوئیں شیخ صاحب اور خواجہ ابوالحسنؒ دونوں کو برا بھلا کہا۔ اور بولیں باہر جنگل میں لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔ تو حضرت شیخ سعدیؒ نے واپسی کا ارادہ کیا کہ ایسے شخص کو ملنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن پھر خیال آیا اتنا سفر جو کیا ہے زیارت تو کرتے چلیں اور جنگل کی طرف چل پڑے۔ جب جنگل میں پہنچ گئے تو شیر کی آواز آئی بہت ڈرے کہ اب کیا ہو گا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک آدمی لکڑیوں کا گٹھا شیر پہ رکھے ہوئے ہاتھ میں

سانپ کا کوڑا پکڑے ہوئے آرہا ہے۔ حضرت بوالحسن خرقانیؒ نے شیخ سعدی کو دیکھ کر لکڑیاں شیر سے اتار لیں۔ اور سانپ اور شیر کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا ڈرنے کی کوئی بات نہیں یہ تو آسان کام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے گردن نہ پھیر تو کوئی چیز ما فیہا میں تیرے حکم سے گردن نہ پھیرے گی۔ جس واقعہ کو حضرت شیخ سعدی نے اپنی کتاب گلستان میں بھی ذکر کیا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی حضرت مجھ کو بہت برے خواب آتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا تم ہی تو ہوگے رہو اور تمہارے خیالات ہوتے ہیں اس جوانی کی عمر میں اللہ اللہ کرنی پارس ہے ایک دن حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہ نے اپنے مرشد گرامی سے عرض کی حضرت بہت برے خواب آتے ہیں۔ رات کو خنزیر بہت دیکھتا ہوں۔ یہ واقعہ حضرت سلطان باہو نے اپنی کتاب میں خود نقل فرمایا ہے تو حضرت سلطان باہو کے پیرو مرشد نے فرمایا آج رات ایک خنزیر پکڑ کر میرے پاس لانا۔ تو سلطان باہوؒ نے عرض کی حضرت وہ تو خواب کا معاملہ ہے تو پیرو مرشد نے فرمایا تم ذرا خیال کر کے سونا پکڑ لو گے۔ ایک اسم بھی بتایا۔ چنانچہ رات حضرت سلطان باہوؒ نے خواب میں پھر خنزیر دیکھے تو مرشد کریم کی بات یاد آگئی دوڑ کر ایک خنزیر کو کان سے پکڑ لیا۔ فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا تو ہاتھ سے اپنے کان کو پکڑا ہوا ہے۔ اپنے پیر کے حکم کے مطابق سیدھے حضرت کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا باہو کیا پکڑے ہوئے ہے تو سلطان باہوؒ نے عرض کی حضرت خنزیر پکڑے ہوئے ہوں تو سلطان باہوؒ کے مرشد

نے فرمایا جب تک نفس کو ٹھیک نہ کرو گے کام نہیں بنے گا۔ یہ ساری نفس کی خرابی ہے۔ تو حضرت میاں صاحب فرمانے لگے جو میں اب تم کو باتیں تبلاؤں گا بہت سی کتابوں کا نچوڑ ہے۔ ان کو لکھ لو۔

اگر عشق کا خواہش مند ہے تو دل سے ہر وقت اللہ اللہ کر یعنی تو خدا کے پیارے بن جاؤ گے۔ ہر سختی اور مصیبت میں خدا سے راضی رہ بدظن نہ ہو۔ بلکہ سمجھ کہ اس میں کوئی راز ہے۔ حدیث پاک ہے۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ یعنی حکیم کا کام بیمار کے لئے حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اسم ذات کا دل پر جمانا صلواۃ دائمی ہے۔

ع بمے سجادہ رنگین کن گر پیر مغاں گوید

کام مردوں کا نہیں ادھورا کرنا　　مردوں کو چاہیئے کام پورا کرنا

محمدؐ رسول اللہ خدا کے نور میں۔ خدا اور رسول کے درمیان تفرقہ نہ جان۔ یہ بات خاص کے لئے ہے

ع گفتہ او گفتہ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

یعنی اہل ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے۔ ولی کو ولی پہچان سکتا ہے۔ چور کو چور پہچان سکتا ہے۔ غیر جنس کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جنس ہی اپنی جنس کو پہچانتی ہے۔ پھر فرمایا کہ اسم اعظم اللہ کو دل پر لکھو پھر اپنا رنگ دکھلائے گا۔ یعنی اسم اعظم کا دل پر جمانا دائمی نماز ہے

ے اے نقشبند عالم مرا نقش بہ بند　　نقش چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

حدیث شریف آنکھیں بند کر اور دل کے اندر لا الٰہ الا اللہ لکھ۔ پھر ہر چیز نظر آئے گی حضرت مولوی غلام رسول صاحب فرماتے ہیں۔

جے تیرے دروازے ڈگیاں بڑا ہیٹھوں جگ لوے
رکھ سنبھال بندیدی مولا میرا عشقوں قدم نہ ڈولے

پھر حضرت میاں صاحب فرمانے لگے۔ ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رح صبح کے وقت مسجد میں تشریف لائے جماعت تیار تھی۔ اور ایک درویش سو رہا تھا۔ آپ نے اس کو نہ جگایا خیال فرمایا۔ شاید نماز پڑھ کے سویا ہوگا۔ حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ حسن ظن سے کام لینا چاہیئے ہر وقت اور ہر شخص کے ساتھ بدگمانی اچھی نہیں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ نے نماز ادا فرمائی پھر ظہر کے وقت تشریف لائے دیکھا تو جماعت تیار تھی اور درویش ابھی تک سو رہا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ اس شخص کو نہیں اٹھانا چاہیئے۔ شاید نماز پڑھ کے سویا ہوگا۔ عصر کی نماز کے وقت جب مجدد صاحب تشریف لائے تو دیکھا درویش ابھی سو رہا ہے۔ دل میں خیال فرمایا شاید نماز پڑھ کے سویا ہوگا۔ اور خود نماز جماعت سے ادا فرمائی۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی جب مغرب کے وقت تشریف لائے تو اذان ہو رہی تھی اور وہ شخص ابھی سو رہا تھا۔ مغرب کا وقت شروع ہوتے ہی چونکہ مجدد صاحب تشریف لائے تھے اس لیئے مجدد صاحب نے اس شخص کو پکڑ کر جگا دیا اور فرمایا اٹھو میاں نماز پڑھیں تو وہ درویش اٹھا اور عرض کرنے لگا حضرت ذرا ٹھہر جاویں میں نے ابھی تک ظہر عصر ادا

کرنی ہیں۔ چونکہ میں صاحب ترتیب ہوں اس لیئے پہلے مجھے پچھلی نمازیں ادا کرنے دیجیئے تو اس درویش نے وضو کر کے فجر کی نماز کی نیت جب باندھی تو عین فجر کا ہی وقت ہو گیا۔ اور بڑے آرام سے فجر کی نماز ادا کی۔ پھر اس درویش نے ظہر کی نیت باندھی تو ظہر کا وقت ہو گیا۔ اور ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر جب عصر کی نیت باندھی تو وقت بھی عصر کا ہو گیا تو پھر اس نے کہا آؤ حضرات اب مغرب کی نماز ادا کریں۔ حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ ہمارے طریقہ میں شریعت کی اتنی پابندی ہے کہ اتنی طاقت کا فقیر ہوتے ہوئے پھر بھی نماز کی پابندی لازمی ہے۔

بعض ضروری نصیحتیں جو حضرت میاں صاحب قبلہ نے ایک مکتوب میں فرمائیں

آپ کو چاہیئے کہ اسم ذات دل پر لکھیں صوفیاں اہل صفا نے فرمایا اسم اللہ ہر وقت پیش نظر رکھو۔ قرآن شریف میں نماز پنجگانہ کے بعد اس کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ حافظو علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ یعنی نگہبانی کرو۔ بالخصوص درمیانی نماز کی یہ ہے باطن کی نماز۔ دل جب اسم اعظم پر جم گیا پھر کمال ہے۔ نماز اسم اللہ سے شروع ہوتی ہے اور اسم اللہ پر ہی ختم ہوتی ہے۔ دل کو ہر وقت اللہ کی یاد میں لگائے رکھو اور چاہیئے کہ والدہ کی خدمت میں کوشش کرو۔ جو کچھ انسان کو ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ ادب میں۔

علم سیکھنے کے ضروری آداب :- حضرت میاں صاحب قبلہ نے ایک

اور مکتوب نے فرمایا۔

۱۔ جو علم محض دنیا کے واسطے اور حصول معاش کے لئے پڑھا جائے۔ وہ علم جان تک رہتا ہے۔ حرص غرور کینہ اس سے بیدار ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو سینہ میں روشنی کرے اور حق تعالےٰ کی طرف راہنمائی کرے۔ علم ایسا ہووے جو اللہ تعالےٰ کی طرف لگادے۔ حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا ہے۔

علم را آموز اول آخرش ایں جا بیا!
جاہلاں را پیش حضرت نیست جا

جتنا بھی ہوسکے علم پڑھنے کی کوشش کرو گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ ایک اور مکتوب میں حضرت میاں صاحب نے فرمایا آپ کو چاہیئے کہ سستی کو دور کریں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ خلقت سے دور بھاگیں۔ اکیلے رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ تنہائی میں دل صاف ہو کر ذاکر ہو جاتا ہے۔ آج کل رات بہت لمبی ہے۔ سردی بھی نہیں گرمی بھی نہیں۔ بہت حصہ رات کا خاص کر آخری حصہ رات کا اللہ تعالیٰ کی یاد میں گذاریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو برکت دیوے علم جو پڑھا جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ دین کے لئے پڑھا جاتا ہے نہ کہ شکم پروری کے لئے محنت کریں وقت کو غنیمت سمجھیں۔ والدہ کے سامنے ادب سے رہیں۔ اللہ بس باقی ہوس ایک دن بندہ جب مدرسہ سے پڑھ کر آیا تو

بند بات فرمائیں۔ فرمایا علم محض اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کر نیت پر
دا ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے لئے علم حاصل کرنے گھر سے نکلتا ہے۔ فرشتے اس کے پاؤں تلے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر واپس آنے تک حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ بالکل چھوٹے بچے تھے اس زمانہ میں ہارون رشید نے بہت سے مدرسے بنوائے حضرت امام غزالی بھی ایک مدرسہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مدرسوں کا جا کر معائنہ کرنا چاہیئے۔ تو بادشاہ نے ہر مدرسہ کا معائنہ کیا اور ہر جماعت میں جا کر طالب علم سے پوچھا کہ آپ علم کس لئے پڑھ رہے ہیں؟ کوئی بچہ کہتا نوکری کروں گا۔ مدرس بنوں گا۔ کوئی کہتا سپاہی بنوں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ تمام مدرسوں کا دورہ کرتے ہوئے اس مدرسہ میں آئے جس میں حضرت امام غزالیؒ پڑھتے تھے۔ سب طالب علموں سے باری باری پوچھا کہ علم کس لئے پڑھتے ہو۔ تو ہر لڑکے نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جب امام غزالی کی باری آئی اور بادشاہ نے پوچھا علم حاصل کرنے کا آپ کا کیا مقصد ہے تو آپ نے فرمایا میں علم اللہ تعالےٰ کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہوں۔ ہارون رشید نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ان تمام مدرسوں کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا کیونکہ مدرسے بنانے سے میرا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا تھی اور کوئی طالب علم اللہ تعالےٰ کے لئے علم حاصل نہیں کر رہا تھا۔ اب امام غزالی کو دیکھ کر میں نے ارادہ تبدیل کر دیا ہے۔ کہ ایک لڑکا ہی جو اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے علم حاصل

کررہا ہے۔ میرے لئے اس کی جزا ہی کافی ہے۔

ایک اور مکتوب میں حضرت میاں صاحب قبلہ نے فرمایا۔ آپ نے کرڑوا کے متعلق پوچھا تھا۔ کرڑوا کے لئے پہلے آیت الکرسی تین بار پڑھ کر سر سے پاؤں تک دم کریں۔ اور لیسین کی ماہر مبین پر فجر کی اذان دیویں۔ تین دفعہ عمل کریں۔ اور جس جگہ عمل کیا جاوئے بعد میں ایک ہفتہ تک وہاں مال نہ جاوے اور تین دن عمل کریں پہلے پانی پر تین دفعہ لیسین پڑھ لیویں۔ اور پانی پر عورت کی نظر نہ پڑے۔

۱۵۔ جمعرات کو بعد نماز عشاء ۹ رجمادی الثانی ۱۳۷۸ھ کو جب گفتگو شروع ہوئی ایک آدمی نے وتروں کے متعلق کچھ پوچھا تو میاں صاحب نے ارشاد فرمایا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ وتر جتنی دیر کرکے پڑھیں جاویں اتنا زیادہ ثواب ہے۔ نماز عشاء سے لے کر وتر پڑھنے تک قلم نیکی لکھنے میں لگی رہتی ہے۔ اگر یہ آدمی سو یا رہے۔ لیکن تہجد کی نماز کے ساتھ کرے۔ مگر یہ عمل وہ کرے جس کی نماز تہجد کبھی قضا نہ ہو۔ اور اٹھنے کا یقین کامل ہو۔ اگر وتر قضا ہوگئے تو بہت نقصان ہوا۔ عام طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر عشاء کی نماز کے ساتھ ہی ادا کر لیتے تھے چونکہ سنت کا درجہ بلند ہے۔ ہزاروں نوافل سے اس لئے عشاء کی نماز کے ساتھ وتر ادا کرنا افضل ہوا۔ لہذا عام طور پر ہم کو عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر ادا کرنے چاہئیں پھر حضرت میاں صاحبؒ نے بھوک کی فضیلت بیان فرمائی کہ اگر ایک آدمی نے روٹی خدا کے لئے چھوڑی ہے یا ویسے ہی بھوکا ہے اور اسلام پیٹ ہے عشاء

کی نماز پڑھ کر تمام رات سو وے اور صبح کی نماز اول وقت ادا کرے وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کہ پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور تمام رات جاگتا رہتا ہے پھر فرمایا ادب میں ہر چیز ہے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں اور ماں باپ پیر و مرشد ہر چیز میں ادب ملحوظ رکھے تو پھر کامیابی قدم چومتی ہے۔ میرے حضرت پیر و مرشد کے پاس کئی آدمی ایسے تھے جنہوں نے جان تک قربان کردی تھی۔ اور ہزاروں روپے نذرانہ پیش کیا۔ لیکن تھوڑی سی بے ادبی کی۔ اور ناکام رہ گئے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ ۳۶ سال تک جنگلوں میں رہے اور مجاہدہ کرتے رہے جب گھر تشریف لائے ابھی تک مائی صاحبہ آپ کی زندہ تھیں۔ رات کو آپ کی مائی صاحبہ نے فرمایا کہ بیٹا دروازہ بند کرکے سونا۔ مکان کے دو دروازے تھے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے دل میں خیال آیا۔ کہ مائی صاحبہ نے شاید کونسا دروازہ بند کرنے کو کہا ہے۔ اس لئے ایک دروازہ بند کر دیتے اور دوسرا کھول دیتے پھر وہ دروازہ بند کرکے دوسرا کھول دیتے خیال یہ فرماتے کہ شاید مائی صاحبہ نے یہ دروازہ بند کرنے کو کہا۔ اسی طرح کرتے کرتے ساری رات گذار دی۔ جب آپ کی مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی اور اپنے بیٹے کو ادھر ادھر دروازوں کو بند کرتے اور کھولتے دیکھا تو حیران ہو کر فرمایا بیٹا تم تو دیوانے ہو گئے ہو۔ میں نے تو آپ کو اللہ اللہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا امی جان دروازوں کے بند کرنے اور کھولنے کی وجہ یہ ہے کہ میں یہ نہ سمجھ سکا کہ آپ نے کونسا دروازہ بند کرنے کو کہا ہے۔ ایک دروازہ بند کرنے کے بعد خیال آتا والدہ صاحبہ نے دوسرا دروازہ

بند کرنے کو فرمایا ہوگا اور میں نے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اسی طرح دوسرا دروازہ بند کرتا اسی طرح کرتے ساری رات گذاری ہے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے مائی صاحبہ نے فرمایا کہ اتنا ادب سیکھ گئے ہو تم اور دعا فرمائی تو حضرت بایزید بسطامیؒ کا بیان ہے کہ وہ چیز جو ۳۶ سال کے اندر مجھ کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ یک دم میرے سینہ میں آگئی۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا لہٰذا سب کچھ ادب میں ہے۔ بے ادب آدمی ہر جگہ ناکام رہتا ہے

۱۶ ر ۱۷ رجمادی الثانی ۷ء ۱۳ھ ر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز ہفتہ اوّل نماز عشاء کے فرمانے لگے۔ اللہ اللہ اس طرح نہیں ہوتی وہ لوگ تو راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ اللہ کرتے ہیں اور اگر نفس کچھ بھی کمی بیشی کرے تو سخت سزا دیتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ رات کو اٹھے تو نفس نے کہا ابھی بہت وقت ہے۔ تو آپ نے اس رات نفس کو بہت سزا دی۔ آپ ٹھنڈے پانی کے تالاب پہ گئے کپڑوں سمیت چھلانگ لگا دی۔ جب شدت سردی سے خون جمنے لگا تو باہر تشریف لائے اسی طرح ستر بار نہائے۔ آخری دفعہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اس کے بعد پھر کبھی نفس نے ایسا نہ کیا۔ ایک دفعہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے نفس نے ٹھنڈے پانی پینے کو کہا تو آپ نے اس وقت تو پانی نفس کو پلا یا۔ پھر دو سال تک پانی میں مٹی ڈال کر اور گرم پانی کر کے پلاتے رہے۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ فرمانے لگے۔ اگر دنیا اچھی چیز ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت وابستگی کا اظہار فرماتے۔ لیکن آپ نے تکالیف برداشت کیں۔

جس شخص کے دل میں دنیا ہو وہ حضور پرانوار کی زیارت نہیں کر سکتا ہاں اگر دل دنیا سے پاک صاف ہو تو روپیہ پیسہ چاندی سونا وغیرہ نقصان نہیں دیتا۔ عام لوگ تو اللہ اللہ اس لئے کرتے ہیں کہ لوگ ہمارے پاس آئیں۔ اللہ والے لوگ تو خلقت کو پاس نہیں آنے دیتے کیونکہ خلقت کے میل جول سے ان کے شغل میں خلل واقع ہوتا ہے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کے پاس جب بہت خلقت آنی شروع ہو گئی اور شغل میں خلل واقع ہونے لگا۔ تو رمضان المبارک کا آخری جمعۃ المبارک جب پڑھ کر باہر نکلے تو دیکھا کہ دور تک خلقت آپ کے پیچھے ہے۔ تو دل میں خیال آیا کہ اس کو کسی طرح ہٹانا چاہیئے۔ تاکہ اللہ اللہ میں۔ خلل واقع نہ ہو۔ تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک ہندو عورت جو کہ آپ کے لئے شربت لے کر کھڑی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی حضرت میں نے آپ کی نذر مانی ہوئی تھی اس کو نوش فرمایئے تو آپ نے پی لیا تو خلقت آپ سے متنفر ہو گئی اور آپ سے پھر گئی۔ صرف چند اشخاص جن کو اس کا علم تھا آپ کے پیچھے رہے تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے پھر ساٹھ روزے رکھ کر شریعت کی حد بھی پوری کر دی۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ سے ایک شخص نے ظہر کی نماز کے وقت کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس طرح وقت کی وضاحت فرمائی۔ کہ سات انگشت لمبی ایک لکڑی لو اس کو زمین پر کھڑا کر کے اس کا سایہ دیکھو اگر بارہ مہینہ ہے تو ڈیڑھ انگل سایہ کاٹ کر آگے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اور دو مثل تک رہے گا۔ یہ صرف حضرت امام اعظم کے مذہب میں ہے باقی

امام صرف ایک مثل تک وقت ظہر کا شمار کرتے ہیں۔ پھر آپ نے باقی مہینوں کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی۔ ساون اور جیٹھ میں ۲½ انگشت سایہ کاٹ کر ظہر شروع ہوتی ہے۔ بھادوں اور بیساکھ میں ۳½ انگشت اسوج چیت میں ساڑھے چار انگشت، کاتک پھگن میں ساڑھے چھ انگشت اور مگھر اور ماگھ کے مہینہ میں ساڑھے آٹھ انگشت اور پوہ کے مہینہ میں ساڑھے دس انگشت سایہ کاٹ کر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بزرگوں نے صرف پنجاب کے لئے مقرر کیا ہے۔

۱۷۔ بروز اتوار بعد نماز ظہر ۱۷ رجادی الثانی ۱۳۷۸ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۸ء کو فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کا درجہ بہت بلند ہے۔ تکبیر امام کے ساتھ ہی کہنی چاہیئے نیت دل میں پہلے ہی باندھ لینی چاہیئے۔ کیونکہ صرف قلبی نیت فرض ہے اگر آسمان و زمین کا درمیانی حصہ سونے سے بھر دیا جائے اور سب اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لٹایا جاوے تب بھی تکبیر تحریمہ کا درجہ بلند ہے ایکدن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے کافی اونٹ گم ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کا چہرہ غمگین دیکھ کر فرمایا کیوں صدیق کیا بات ہے۔ تو حضرت صدیق رضؓ نے عرض کی حضرت .. اکے قریب اونٹ گم ہو گئے ہیں۔ تو حضور نے مسکرا کر فرمایا۔ پھر غم کرنے کی کیا بات ہے میں نے سمجھا شاید صدیق رضؓ کی تکبیر تحریمہ آج فوت ہو گئی ہے۔ اللہ کے پیاروں کو تکالیف بھی آتی ہیں۔ باری تعالےٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں کہ بندوں کو تکالیف اسی لئے دیتا ہوں تاکہ وہ گڑگڑائیں۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

حضرت امام حسین علیہ السلام کو لوگوں نے کربلا میں پیاسا شہید کر دیا آپ نے پانی کے لئے کنواں کھودا۔ لیکن پانی کی بجائے خون نکل آیا تو آپ نے سمجھا کہ یہ آزمائش کا وقت ہے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ جس کے پاس دنیا یعنی روپیہ پیسہ سونا چاندی زیادہ ہے تو وہ قسمت والا ہے تو پھر قارون شداد فرعون نمرود قسمت والے ہیں جنہوں نے سونے کے محلات تعمیر کئے ان کے نفوس نے سرکشی کی تو خدائی دعوےٰ کر دیا۔ ایک اللہ کے بندے کو روٹی نہ ملی وہ بیچارہ کئی گاؤں پھرا آخر بخارا شہر میں آیا وہاں بھی روٹی نصیب نہ ہوئی آخر شہر بخارا سے باہر نکل آیا تو ایک نور نامی کمہار بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آپ کو مکی روٹی اور ساگ دیا فقیر جب روٹی کھا چکا تو کمہار نے عرض کی کہ میرے لئے اور میری آوی کے لئے دعا کرو کہ برتن اچھے پک جائیں فقیر صاحب نے ایک ٹھیکری لی اس پہ کچھ لکھا تو کمہار نے فقیر صاحب کے حکم کے مطابق ٹھیکری آوی کے درمیان رکھ دی اور آگ لگا دی جب برتن پک گئے اور باہر نکالے گئے تو کمہار نے دیکھا کہ اوپر والے برتن چاندی کے تھے اور ٹھیکری کے ساتھ والے برتن سونے کے تھے۔ کمہار نے بادشاہ کو اطلاع دی تو جب لوگوں نے تعویز نکال کر پڑھا تو اس پہ لکھا ہوا تھا۔

جے نہ ہوندوں نور کمہارا　　نہ رہندا شہر بخارا

توحضرت میاں صاحبؒ فرمانے لگے کہ دیکھو اتنا بلند مرتبہ فقیر ہو کر پھر فاقہ میں ہے
پھر فرمایا کہ شیطان ہر وقت آدمی کے پیچھے لگا ہوا ہے جب آدمی صبح کی نماز
کیلئے اٹھنے لگتا ہے تو کہتا ہے۔ ابھی وقت بہت ہے سو جا۔ تو بدقسمت
شخص سو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب نماز کا وقت تھوڑا رہ جاتا ہے تو ایک کان
میں پیشاب کر دیتا ہے۔ سورج چڑھنے کے قریب دوسرے کان میں پیشاب
کر دیتا ہے۔ جب سورج چڑھ جاتا ہے اور وہ نماز ضائع کر دیتا ہے۔ تو
اس کے منہ میں پیشاب کر دیتا ہے۔ تو پھر آدمی اٹھ بیٹھتا ہے۔ اسی روز
حضرت میاں صاحبؒ نے بعد نماز عشاء کے فرمایا۔ سب ذکر اذکار
سے کلمہ شریف لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ افضل ذکر ہے۔ اس کا ذکر دن
رات کیے جاؤ۔ باقی لیسین شریف کا بہت ثواب ہے قرآن پاک کا
دل ہے۔ قل شریف ۳ بار پڑھو تو قرآن ختم کا ثواب ہے۔ بزرگوں نے
فرمایا ہے اگر زبان سے کلمہ شریف ستر ہزار بار پڑھا جاوے اور دل سے
ایک بار تو دل سے پڑھا سبقت لے جاتا ہے۔ سلطان باہوؒ نے بھی اسی
طرح فرمایا ہے انسان قلب سے اللہ کہے تو اگر ایک نیکی ملتی ہے تو روح
کیساتھ اللہ کہنے سے ۱۲ ہزار نیکی ملے گی۔ اسی طرح اگر روح کے ساتھ
اللہ کہنے سے اگر ایک نیکی فرض کی جائے اور لطیفہ سرّ سے اللہ کہنے سے
۱۲ ہزار نیکی ملے گی۔ اگر لطیفہ خفی پر ذکر کرے تو لطیفہ سر سے ۱۲ ہزار
نیکی زیادہ ملے گی۔ اسی طرح اگر لطیفہ اخفیٰ پر ذکر کرے تو خفی سے ۱۲ ہزار
گنا نیکی زیادہ ملتی ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو قلبی روحی سری خفی اخفیٰ لطیفوں پر ذکر

کرنا چاہیئے۔

۱۸۔ بروز سوموار نماز مغرب سے پہلے ۲۹، دسمبر ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۸،
جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ کو مسجد میں فرمانے لگے جھگڑوں کی کوئی ضرورت
نہیں ہے۔ اگر کسی نے اللہ اللہ پر لگنا ہو تو باری تعالےٰ خود لگا دیتے ہیں اگر
کوئی محبت سے طریقہ پوچھے تو بتاؤ۔ بس اپنے آپ کو کوئی چیز تصور نہ کرو
اگر کوئی گالی دے یا پتھر مارے اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھو۔ باقی تبلیغ کا
طریقہ یہ نہیں ہے جس طرح آجکل لوگ عام کرتے ہیں۔ ان کا تو کوئی اثر ہی
نہیں ہوتا۔ بس اس وقت صرف واہ جی واہ جی کہہ دیتے ہیں بعد میں
کوئی عمل نہیں کرتے فقیر کو چاہیئے ہر وقت عاجزی کرے جو عمل ہو تو لوگوں
کو بھی اثر ہوتا ہے۔ جب اللہ اللہ ہو جائے تو علم بھی کافی ہوتا ہے۔ بعض
لوگوں کو علم تو ہوتا ہے لیکن علم انہوں نے محض پیٹ کے لئے پڑھا ہوتا
ہے۔ اس لئے وہ روٹی کے بندے ہوتے ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔
جب آدمی اللہ اللہ کرتا ہے تو زبان میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ حضرت غوث
پاک جب وعظ فرماتے تھے تو لوگوں کو بہت جذبہ ہوتا تھا چنانچہ ایک
دفعہ غوث پاک بیمار ہو گئے جمعہ مبارک کا دن تھا۔ آپ کی جگہ
آپ کے صاحبزادے نے تقریر کی، تقریر بھی عالمانہ اور پرجوش تھی
تقریر کے دوران غوث پاک تشریف لے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے
تقریر ختم کر دی۔ غوث پاک نے صرف اتنا ہی اگر بیان فرمایا کہ میں تو
بیمار تھا گھر والوں نے انڈے پکائے ایک انڈا بلی لے گئی۔ آپ ابھی

وعظ شروع ہی فرماتے تھے کہ لوگ تڑپنے لگے اور لوگوں کو وجد ہونے لگا۔ مشہور ہے کہ غوث پاک جب وعظ شریف فرماتے تو بہت خلقت جذبہ میں آکر واصل باللہ ہو جاتی۔ لوگ دیوانہ وار کپڑے پھاڑ کر جنگلوں کی طرف نکل جاتے ایک یا دو آدمیوں کو بیٹھ کر اللہ ہو کا راستہ بتا دینا یہ بھی وعظ ہے۔ لیکن آدمی کو زیادہ خاموشی اختیار کرنی چاہیئے۔ جب آدمی ڈٹ کر اللہ اللہ کرتا ہے اور ترقی کرتا ہوا آخری منزلِ مقصود تک پہنچنے والا ہوتا ہے تو اس وقت بھی انسان کو شہوت اور تکبر لے ڈوبتے ہیں۔ اور عرشِ عظیم تک پہنچنے والے کو بھی گرا دیتے ہیں۔ لہذا آدمی کو اس وقت ہوشیار رہنا چاہیئے۔

۱۹۔ منگل وار بعد نماز فجر ۱۹ ر جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کو فرمایا کہ ایک دفعہ حضور پر نور ایک غار سے گزر رہے تھے۔ اس میں ڈھیلے پڑے تھے۔ حضور نے فرمایا جو شخص ڈھیلے نہ اٹھائے گا وہ بہت پچھتائے گا جو اٹھائے گا وہ بھی پچھتائے گا۔ اور جو زیادہ اٹھائے گا، وہ بھی افسوس کرے گا۔ تو کئی لوگوں نے اٹھائے اور کئی لوگوں نے نہ اٹھائے جب غار سے باہر آئے تو وہ موتی تھے۔ جنہوں نے نہ اٹھائے تھے وہ تو بہت پچھتائے اور جن لوگوں نے تھوڑے اٹھائے تھے وہ بھی پچھتائے کہ اور زیادہ اٹھانے تھے اور جن لوگوں نے زیادہ اٹھائے تھے ان لوگوں نے بھی افسوس کیا کہ اگر یہ موتی تھے تو اور اٹھانے چاہئیں تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر اور درود شریف یہ بھی

قیامت کے روز معلوم ہوگا کہ یہ کس قسم کے موتی تھے اور ہر آدمی افسوس کرے گا کہ اور زیادہ کیوں نہ اٹھائے۔ انسان کو ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جن کے ایمان کی طاقت امت کے تمام ولیوں غوثوں بلکہ اصحابہ کرام کے ایمان سے بھی زیادہ ہے اگر وہ تھوڑی سی طاقت لگائیں تو زمین و آسمان کو ہلا سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے طاقت قبر کے لیئے رکھی ہوئی ہے۔ تاکہ جب قبر ہل جاتی ہے تو اس وقت قبر کو پیچھے دھکیلیں۔ اسی طرح رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ اپنی تمام طاقت امت کے بخشوانے کے لیے خرچ کریں گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تھوڑی سی طاقت قلعہ خیبر پر لگائی تھی۔

علم کتنا حاصل کرنا فرض ہے اور وہ کونسا علم ہے

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب قبلہ سے علم حاصل کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ فرمانے لگے کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے فرمایا۔

ے بے علموں جیہڑا کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو!

تو اللہ اللہ کرنے کے لیئے پہلے علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضور پُر نور صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی بڑائی ایسی ہے جیسے میری بڑائی اُمت پر با عمل عالم کو ایک بار دیکھنا ایک برس کی عبادت بمعہ نماز روزہ کے ہو اُس سے بڑھ کر ہے۔ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے بہتر ہے۔ لیکن

علم بے عمل سے کچھ حاصل نہیں ہوتا حضورؐ نے بھی فرمایا کہ جاہل کی نماز سے عالم باعمل کا سو جانا بہتر ہے۔ تو حضرت میاں صاحبؒ فرمانے لگے کہ علم تو ایک سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ اور علم کے بغیر عبادت بھی کچھ نہیں ہو سکتی تو اب وہ کونسا علم جو فرض ہے تو بندہ کو حضرت میاں صاحبؒ نے سراج السالکین نکال کر دکھائی اور امام غزالیؒ نے جو فیصلہ علم کے متعلق کیا ہے وہ پڑھ کے سمجھایا تو ہو بہو یہاں سراج السالکین کتاب کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ صفحہ نمبر ۹ پر حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک عورت مرد پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ وہ کونسا علم ہے جس کا حاصل کرنا ہم سب پر فرض ہے، تعریف اس کی کیا ہے اور کتنا حاصل کرنا چاہیئے۔

جواب جن علموں کا سیکھنا فرض ہے اور لازم ہے۔ وہ تین علم ہیں۔ اوّل توحید کا علم یعنی خدا کو صحیح معنوں ایک جاننا۔ دوسرا علم سر یعنی پوشیدہ علم جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ تیسرا علم شریعت ہر ایک کی مقدار کہ کتنا کتنا سیکھنا چاہیئے وہ یہ ہے۔ اوّل علم توحید میں اتنا جاننا ضروری ہے۔ کہ دین کے اصولوں کو پہچان لیوے اور دین کے اصول یہ ہیں۔ کہ آدمی جان لیوے کہ تیرا خدا ہے۔ علیم ہے قدیم اور زندہ ہے ارادہ کرنے والا سمیع و بصیر ہے۔ تمام صفتوں کے کمال کے ساتھ موصوف ہے اور حدوث

سے پاک ہے یعنی پہلے نہ تھا۔ پھر ہوا اس سے پاک ہے اور قدامت میں سب محدثات سے علیحدہ ہے۔ یعنی جتنی موجودات سوائے ذات پاک الٰہی کے سب بعد میں یعنی نئی پیدا ہوئی پہلے نہ تھی۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئی۔ یعنی اللہ تعالےٰ قدیم اور باقی سب عالم حادث ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور حضورؐ نے آخرت کے بیان میں جو خبر دی ہے وہ سچ ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ کسی پر نظر نہ کرے اور نہ مانے جب تک قرآن و حدیث کے مطابق نہ پاوے

۲۔ علم سر کا اتنا سیکھنا فرض ہے کہ اس کے واجبات اور مناہی کو جان لیوے تاکہ خدا تعالےٰ کی تعظیم اور اخلاص عمل کی سلامتی حاصل ہووے

۳۔ اور علم شریعت میں اس قدر جاننا فرض ہے۔ تاکہ وہ چیزیں ادا ہو سکیں جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور زکوٰۃ فرض ہوں تو اس کا علم سیکھنا بھی فرض ہے نہیں تو نہیں ہے۔ ہر ایک علم کی مقدار تینوں علموں سے جن کا جاننا فرض عین ہے۔ علم توحید کو اتنا جاننا کہ اگر بد اعتقادوں سے جھگڑا کرے اور ان کو ملزم کر دے فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے ضروری صرف اس قدر ہے جس سے اعتقاد درست ہو جاویں اور ایسا ہی علم سر کا حال ہے۔ کیونکہ بیان عجائب قلب کا بہت ہے۔ اس کا جاننا بھی واجب نہیں بلکہ اس قدر ضروری ہے۔ جو کہ عبادت میں مفید ہے یہاں تک کہ جو چیزیں عبادت میں مضر ہوں ان سے بچے اور اشیائے مفید کو مثل اخلاص حمد اور شکر اور توکل وغیرہ حاصل کرے اور علم فقہ کا

بھی حال ایسا بھی ہے۔ کہ سب باتیں فقہ کی سیکھنا فرض نہیں جیسے بیع و شرا اجارہ نکاح طلاق وغیرہ ان سب کا جاننا عین فرض نہیں۔ بلکہ فرض کفایہ ہے پھر اگر کوئی کہے کہ جتنا علم توحید کا سیکھنا فرض ہے ہو سکتا ہے ایک دفعہ کے مطالعہ میں بے کسی کی مدد کے حاصل ہو جاوے تو اس کا جواب یہ ہے کہ استاد مطلب واضح کر دیتا ہے۔ اس کی بدولت آسانی ہو جاتی ہے۔ اس وقت علم حاصل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی پر اپنا فضل کرتا ہے تو اس کا معلم خود بن جاتا ہے۔ تو اب جان لو کہ علم کی گھاٹی بہت سخت ہے مطلوب اس کے سبب ملتا ہے۔ اور نفع بھی اس کا بے انتہا ہے مگر اس کا قطع کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہیں جنہوں نے منہ پھیرا اور گمراہ ہو گئے۔ بہت سے ہیں جنہوں نے تھوڑی مدت میں حاصل کیا۔ بہت سے ایسے ہیں کہ ستر برس قطع کرنے میں رہے۔ لیکن کچھ نہ ملا، پس سچ ہے۔

ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے وحی فرمائی کہ علم نافع سیکھ عرض کی نافع کونسا علم ہے ارشاد فرمایا جس کے سبب میری عظمت و جلال و کمال، قدرت و کبریائی تجھ کو سب چیزوں پر معلوم ہو اور جو علم مجھ سے قریب کرے غرض علم حاصل کرنے میں اخلاص حاصل ہونا چاہیے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ پس جو کوئی اس لئے سیکھے کہ لوگ اس کے گرد ہوں یا امیروں کی مجلس بیٹھے یا بڑے لوگوں میں بیٹھ کر فخر کرے

یا دنیا کا حرام مال حاصل کرے تو وہ زیاں کاروں میں داخل ہوگا"۔

۲۰۔ بروز جمعرات بعد نماز فجر یکم جنوری ۱۹۵۹ء، ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ کو حضرت صاحب نے مراقبہ کے متعلق فرمایا ہے کہ جب مراقبہ میں بیٹھے تو ہاتھ پاؤں کوئی چیز نہ ملے۔ اس طرح معلوم کرے کہ میں قبر میں بیٹھا ہوں۔ حضرت امام علی شاہ صاحب ایک دفعہ بہت خلقت کیساتھ مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آکر کچھ عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ میاں میں تو قبر کے غم میں بیٹھا ہوا تھا۔ تم نے آکر مجھے کس خیال میں ڈال دیا۔ مراقبہ کا مطلب یہی ہے کہ اپنے آپ کو مردہ تصور کرے۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری جب مراقبہ میں بیٹھے ہوتے تو آنے والے لوگ یہ معلوم کرتے کہ شاید ان کا کوئی آدمی فوت ہو گیا ہے۔ پھر حضرت میاں صاحب فرمانے لگے۔ اللہ اللہ قسمت سے ملتی ہے۔

ع اچھے اچھے اہل علم اہل شعور
ڈھونڈتے پھرتے ہیں لیکن پھر بھی رہ جاتے ہیں دور

حضرت پیر امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت حسین دستگیر المعروف بھورہ شریف والے ان کی نظر ایک اور آدمی جس کا نام غلام محمد تھا۔ اس پر تھی۔ لیکن حضرت پیر امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ خدمت زیادہ کرتے اور ادب اتنا کرتے کہ پیر کے گھوڑوں کا پیشاب زمین پر نہ گرنے دیتے۔ گھوڑوں کے نیچے کوئی چیز رکھ دیتے

تو پیشاب اور گوبر دریا میں جاکر پھینک آتے۔ تاکہ پیر صاحب کے گھوڑے
کے گوبر پر کسی آدمی کا پاؤں نہ آجائے۔ جب ٹوکری سر پر اٹھاتے تو
گھوڑوں کا پیشاب آپ کے کپڑوں پر پڑتا لوگ کہتے دیکھو کستوری گر
رہی ہے۔ جب اس بات کا علم آپ کے مرشد کو ہوا تو آپ نے فرمایا
یہ کستوری ہی بن جائے گی۔ اور اس کی مہک مشرق اور مغرب تک
جائے گی۔ چنانچہ ایک دن سحری کے وقت حضرت حسین دستگیر بھورہ
شریف والے سرکار جذب کی حالت میں تھے۔ آپ نے فرمایا غلام محمد
کہاں ہے تو حضرت امام علی شاہ صاحب نے عرض کی حضرت غلام محمد تو نہیں
ہے۔ غلام حاضر ہے تو دوسری دفعہ حضرت پیر صاحب نے پھر غلام محمد
کو پکارا تو امام علیشاہ صاحب نے عرض کی حضرت غلام محمد تو نہیں ہے غلام
حاضر ہے۔ جب تیسری دفعہ انہوں نے فرمایا کہ غلام محمد نہیں ہے تو امام علی
شاہ صاحب نے فرمایا۔ غلام محمد تو نہیں ہے۔ غلام حاضر ہے تو آپ نے
فرمایا اچھا تو ہی آجا اور سب کچھ حضرت امام علی شاہ صاحب کے حوالے کر
دیا تو حضرت میاں صاحب فرمانے لگے جب آدمی کہیں جائے تو اپنے
پیر و مرشد کی اجازت سے جائے اور ہر کام کو مرشد کی اجازت سے
کیا جائے۔

۲۱۔ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر ۷ جنوری ۱۹۵۸ء۔ ۱۶ جمادی الثانی
۱۳۷۸ھ کو فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا ایک رکن ہے جو آدمی صاحب نصاب
ہے پھر زکوٰۃ نہیں دیتا اس کا مال حرام ہے۔ اور نماز روزہ دوسری نیکیاں

کچھ بھی نہیں زکوٰۃ گن کر ایک پیسہ تک ادا کرنی چاہیئے۔ جو آدمی زکوٰۃ
دیتا ہو اس کا مال ضائع نہیں ہوتا نہ ہی اس کو آگ لگ سکتی ہے اور نہ
ہی چور مال کو چرا سکتا ہے۔ ایک دفعہ ایک پٹھان نے اپنی بزازی کی
دکان ایک ہندو کے حوالہ کی کہ تم میرے سفر سے واپس آنے تک کاروبار چلاؤ
دکان میں لاکھوں روپے کا مال تھا جب پٹھان سفر پر چلا گیا تو کھتری
نے ایک چال چلی دکان میں سے تمام بزازی نکال کر دکان کو آگ لگا دی
اور شہر کے معززین اور سرکاری حکام کو لا کر موقع دکھایا کہ دیکھو دکان
جل گئی ہے اور کپڑا بھی تمام ضائع ہو گیا ہے۔ سب نے کہا ہم آپ کے
گواہ ہیں۔ چنانچہ پٹھان نے سفر سے واپس آنے کے بعد جب واقعہ
سنا تو اس نے کہا کہ سب جھوٹ ہے میں نہیں مان سکتا تو ہندو نے تمام
شہر کے معززین اور سرکاری عملہ جن کو گواہ بنایا تھا پٹھان کے روبرو کر
دیئے۔ تو ان تمام لوگوں نے کہا کہ آپ کا کپڑا جل گیا تھا ہم خود گواہ ہیں
خان صاحب نے کہا میرا کپڑا کبھی بھی جل نہیں سکتا حضور پُر نور صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمان سچ ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نکالی جائے وہ نہیں ضائع
ہو سکتا تو خان صاحب نے کچھ اور تھان کپڑے کے اپنے گھر سے منگاتے
اور کہا اگر ان کو آگ لگا دی جائے اور یہ نہ جلیں تو پھر کیا میں سچا ہوں
تمام حاضرین نے کہا یہ بات ٹھیک ہے اور اس نے چند کپڑوں کے تھان
لے کر ان پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دی۔ لیکن کپڑے کو آگ نہ لگی
تو جب ہندو کو سزا دی گئی تو اس نے سچ سچ بتا دیا۔ اور تمام بزازی لا کر

خان صاحب کے حوالہ کر دی۔ پھر حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا عشاء کی
نماز کے ساتھ کم از کم ۱۰۰ مرتبہ درود شریف ضرور پڑھنا چاہیئے۔

۲۲۔ ۸ جنوری ۱۹۵۸ء ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ کو نماز ظہر سے پہلے جماعت
کی فضیلت کے متعلق فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے ادا کرے تو
بیس حج اس نے گویا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کئے ہیں۔ اگر ظہر کی
نماز جماعت سے ادا کرے گویا چالیس حج مقبول شدہ حضرت ابراہیم علیہ
السلام کے ساتھ مل کر کئے۔ جس نے عصر کی نماز جماعت سے ادا کی گویا اس
نے ساٹھ حج مقبول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر کئے۔ جس نے
مغرب کی نماز جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ۸۰ حج مقبول شدہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر کئے اور جس نے عشاء کی نماز جماعت سے
ادا کی گویا اس نے مقبول شدہ سو حج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ مل کر کئے۔ یہ بہت معروف حدیث ہے۔ تو جس شخص
کی نماز ایک بھی جماعت سے رہ گئی تو اس شخص کو کتنا نقصان ہوگا۔ تو
جو شخص جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے جماعت سے ادا نہ کرے کتنا کم
بخت وہ شخص ہے۔

۲۳۔ بروز جمعہ شریف بعد نماز عصر ۲۴ جنوری ۱۳۷۷ھ کو جب مسافروں
کے متعلق بات چیت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ مسافروں کو کچھ نہیں کہنا چاہیئے
کیونکہ ان لوگوں کو بہت غم ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کسی گاؤں میں ایک حافظ
صاحب بہت سے درویشوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ زیادہ درویش مسافر

تھے جو دور سے آئے ہوئے تھے۔ ایک دن حافظ صاحب باہر تشریف لے گئے
اور کچھ درویش مسجد میں ایک دوسرے سے ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے اور
روٹی کا ایک سوکھا ہوا ٹکڑا ایک دوسرے کی طرف پھینک رہے تھے
گاؤں کا نمبردار ساتھ ہی نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے جب درویشوں کو اس
طرح کھیلتے دیکھا تو ان کو بہت برا بھلا کہا اور آخر مسجد سے نکل جانے کے
لئے کہا تو طالب علموں نے کتابیں اٹھائیں اور گاؤں سے نکل کھڑے ہوئے
راستہ میں حافظ صاحب ملے تو طالب علموں سے باہر جانے کی وجہ پوچھی
تو درویشوں نے تمام قصہ سنا دیا۔ حافظ صاحب بھی حضوری شخص تھے۔
بولے کہ میرا بھی سامان لے آؤ۔ جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ حافظ
صاحب بھی جا رہے ہیں تو بہت افسوس کیا۔ حافظ صاحب کی بہت منت
سماجت کی اور عرض کی کہ آپ کے درویش جس طرح چاہیں کریں ہم نے
غلطی کی ہے تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ مسافر درویشوں کو کچھ نہیں کہنا
چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ گھر سے دور ہوتے ہیں اور ان کے دل ہر وقت
غمگین ہوتے ہیں۔ جب یہ درویش روٹی کا ٹکڑا ایک دوسرے کی طرف پھینک
رہے تھے اور ہنس رہے تھے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر مسکرا رہے تھے کہ مسافر درویش خوش ہو
رہے ہیں۔ کیونکہ ان میں بعض درویش بہت لائق آدمی تھے لہٰذا مسافروں
کو کچھ بھی نہیں کہنا چاہیئے اور ان کا دل تنگ نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۴۔ ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ ۲۸ مارچ ۱۹۵۹ء ہفتہ کی رات

کو بعد نماز عشاء کے فرمانے لگے۔ کہ تم کو مردوں کی طرح کام کرنا چاہیئے میں جو یہ بیعت کرتا ہوں کوئی سیپ نہیں بناتا ہوں۔ میں تو بیعت کرتا ہی نہیں تھا۔ لیکن بزرگوں نے مجھ کو مجبور کیا ہے جس نے اللہ اللہ کرنی ہو وہ میرے طریقہ میں داخل ہو۔ پھر فرمایا پیر کی نظر مرید پر اس طرح ہوتی ہے۔ جیسے ہاتھ کی ہتھیلی ہر وقت سامنے رہتی ہے ایک دفعہ حضرت سید ظفر الایمان شاہ صاحب سے میں نے رخصت لی۔ اور عطاراں والہ میں گیا۔ وہاں حضرت پیر احمد شاہ صاحب ہزاروی جو بہت بڑے ولی اللہ تھے تشریف لائے ہوئے تھے۔ اور میرے سسر حضرت مولانا شمس الدین کے گھر تشریف فرما تھے جب میں گیا تو مجھے دیکھ کر میرے سسر مولانا شمس الدین نے پیر احمد شاہ صاحب سے فرمایا کہ میرے داماد کو کچھ سمجھا دو کہ چھ چھ مہینے متواتر گھر نہیں آتے پیر کی خدمت میں ہی رہتے ہیں۔ اور چھوٹے بچے گھر اکیلے ہوتے ہیں چنانچہ پیر احمد شاہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ زیادہ گھر رہا کرو میں نے کہا گھر میں رہنا میرے اختیار میں نہیں ہے پیر و مرشد پر جان تک قربان کی ہوئی ہے۔ اور میرا گھر میں آنا جانا پیر کے حکم کے مطابق ہے۔ تو پیر احمد شاہ صاحب فرمانے لگے اچھا تم نے اپنے مرشد سے بہت فیض حاصل کیا ہے۔ آؤ آج مجھ سے مقابلہ کرو حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ میں نے تو عاجزی دکھائی اور کہا کہ حضرت میں تو ابھی کل ہی اللہ اللہ پر لگا ہوں اور آپ کی عمر ۸۰ یا ۹۰ سال ہے آپ نے اتنے عرصہ میں جو خلیفہ تیار کیا ہے میں اس سے مقابلہ

کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ایک آپ کا خلیفہ دوسری طرف حویلی شریف والوں کا ادنیٰ غلام ہوگا۔ چنانچہ جب میں عطاراں والہ سے واپس پھر اپنے پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا تو حضرت صاحب نے مجھ سے آتے ہی پوچھا کہ عطاراں والہ میں پیر احمد شاہ صاحب آپ کو کیا کہتے تھے۔ لیکن مجھ کو وہ بات تک بھول گئی۔ تو میں خاموش ہو گیا تو حضرت سید ظفر الایمان نے دوسری بار غصہ میں آکر پوچھا کہ احمد شاہ آپ کو کیا کہتا تھا۔ تو مجھے وہ ساری بات یاد آگئی اور تمام واقعہ سنا دیا کہ وہ مجھ سے مقابلہ کے لئے کہتا تھا۔ تو حویلی شریف والوں نے فرمایا تم نے کیوں مقابلہ نہ کیا اس وقت میں اور سرکار بھوڑہ شریف والے آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے تھے اور بھوڑہ شریف والوں نے آپ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ جو بات منہ سے نکالتے فوراً پوری ہو جاتی تھی۔

۲۵ - ۷ شوال ۱۳۷۸ھ ۱۵ اپریل ۱۹۵۹ء بدھوار کو فرمایا۔ ایک دفعہ سرکار حویلی شریف والے بیمار تھے اور لائل پور تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت پیر امام علی شاہ صاحب کا عرس دوسرے دن تھا۔ تمام درویشوں نے عرس کے لئے رخصتیں مانگیں سرکار پیر و مرشد نے ان کو رخصت نہ دی اور ناراض ہوئے۔ میں اس وقت باہر کوئی کام کر رہا تھا۔ تمام درویشوں نے مشورہ کیا کہ میاں محمد طاہر کو بھی پیروں سے جھڑکوانا چاہیئے تو تمام درویشوں نے مجھ سے کہا کہ ہم تمام نے رخصتیں لے لیں ہیں تم بھی جا کر رخصت لے لو اکٹھے عرس پر چلیں تو میں نے کہا حضرت صاحب جانتے ہیں میرا عرس تو

حضرت صاحب کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اسی وقت حضرت صاحب نے مجھ کو بلوایا
اور خود مجھے فرمایا کہ تم عرس میں جاؤ آپ کو اجازت ہے تو میں نے ہاتھ
باندھ کر عرض کی حضرت آپ بیمار ہیں۔ میں عرس پر کیسے جا سکتا ہوں۔ تو
انہوں نے فرمایا کہ آپ کا عرس میں شامل ہونا لازمی ہے۔ اس عرس میں
بہت ولی اللہ آتے ہیں اور مجھ کو روانہ فرما دیا۔

۲۶۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ ہفتہ کے دن فرمانے لگے کہ فقیر کو چاہیئے
کسی سے کوئی چیز نہ مانگے۔ ہاں اگر کوئی چیز باری تعالیٰ کی طرف سے
خود آوے تو لیوے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرے
لیکن غریب آدمی کو دنیادار اور بے دینوں کے سامنے عاجزی نہیں
کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ غریب آدمی سمجھ کر اس کو تنگ کرتے ہیں۔ تکبر
اور دولت مند شخص کو چاہیئے کہ درویشوں اور غریبوں سے عاجزی سے
پیش آتے۔ متکبر شخص جب عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ
کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہوتا ہے۔ اور فرمانے لگے جو کچھ کیا
کرو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا کرو۔ اور ہر روز بلا ناغہ کیا کرو۔ کیونکہ
وظائف ترک کر دینے سے رجعت پڑتی ہے۔

۲۷۔ ۱۱ جون ۱۹۵۹ء ۵ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ جمعرات کو احمد آباد میں فرمایا کہ
ایسی باتیں بتانا نا جائز ہیں۔ میں اب ہر روز مکان شریف جاتا ہوں۔ اور
بھورہ شریف پر جا کر حاضری دیتا ہوں۔ پیر دو قسم کا ہوتا ہے ایک پیر ظاہری
اور ایک اویسی مرشد ہوتا ہے۔ میرے اویسی مرشد سرکار بھورہ شریف

والے ہیں آپ کچھ کریں کام خود بخود بن جائے گا۔ کیونکہ ہمارا باطن بھورہ شریف
والوں سے ملا ہوا ہے۔ ذرا نیچے سر جھکا کر دیکھیں۔ پھر دیکھیں کس طرح اللہ
اللہ ہوتی ہے لیکن جس آدمی نے آپ کا مزار پر انوار دیکھا ہو۔ اگر وہ
ذرا بھی مزار اقدس کی طرف توجہ کرے تو بہت لذت آتی ہے۔

۲۸۔ ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ ۲۷ جون ۱۹۵۹ء کو ہفتہ کے دن بعد نماز
ظہر کے داڑھی کے متعلق فرمایا کہ داڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے۔ بعض
لوگ کہتے ہیں کہ داڑھیاں رکھنا سکھوں کا طریقہ ہے۔ فرمانے لگے سکھ
تو اب پیدا ہوئے ہیں۔ ہندوؤں کے گرنتھ میں حضرت بابا فرید شکر
گنج رحمتہ اللہ کے بھی اشعار ملتے ہیں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ گورو نانک
نے پاک پتن شریف والوں سے آکر عرض کی کہ ہم اپنی کتاب میں بابا
صاحب کے اشعار داخل کرنا چاہتے ہیں تاکہ مقبولیت ہو اور لوگ شوق سے
پڑھیں تو پاک پتن شریف کے سجادہ نشین نے فرمایا کہ اشعار اس
شرط پر کتاب میں داخل کرنے کی اجازت دیتے ہیں کہ تم لوگ داڑھیاں
رکھو اور خنزیر کھانا چھوڑ دو تو سکھوں نے دونوں شرطیں منظور کر لیں
اور اشعار کتاب میں داخل کر لئے تو پھر سکھوں نے سوچا کہ ہم اور مسلمانوں
میں فرق کیا رہ گیا تو گورو نانک نے کہا کہ تم لوگ مونچھیں نہ کترو تو جب
مونچھیں بڑھ جائیں گی تو مونچھوں کو پانی پینے کے وقت پانی میں ڈبو کر
چوستا تو خنزیر کی لذت آئے گی۔ تو میاں صاحب فرمانے لگے کہ
مونچھیں رکھنا دراصل سکھوں کا طریقہ ہے۔ سکھ اپنے مذہب پر پابند

ہیں۔ انگریز گوروں نے جو ان کو تعلیم دی ہے اس پر پابند ہیں۔ حاکم ہو یا محکوم جوان بوڑھے سب داڑھیاں رکھے ہوں گے۔

۲۹۔ بروز سوموار ۲۲؍ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ دوپہر کے وقت چند دوستوں میں فرمانے لگے۔ کہ قیامت کے دن ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے لیکن میں نے یہ سلسلہ یہاں ہی دیکھ لیا ہے۔ میرے بھائی حاجی خان محمد صاحب بہت بیمار تھے میں اس کے پاس گیا تو اس نے مجھے کہا کہ رات کو بہت ڈر لگتا ہے۔ حاجی خان محمد صاحب نے کہا کہ آج تین چار راتیں ہو گئی ہیں جب میں سو جاتا ہوں تو میرے ہاتھ پاؤں مجھ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور یہ آدمی بن جاتے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں۔ اٹھو کام کرو۔ پھر مجھ کو بہت دہشت آتی ہے آپ مجھ کو دم فرمائیں تو میں نے حاجی صاحب کو دم کیا۔ اور اس کو یقین دلایا کہ آج رات نہیں آئیں گے۔ چنانچہ رات گذر جانے کے بعد حاجی صاحب نے صبح بیان کیا کہ رات کو پہلے کی طرح تو نہیں ہوا صرف ایک پاؤں علیحدہ ہو گیا تھا۔ اور آدمی بن کر کہنے لگا کہ بھائی ہم تیرے دوست تھے تو نے ہم کو حضرت صاحب سے کیوں رکوا دیا تو حاجی صاحب نے ان سے کہا اچھا پھر آ جاؤ تو انہوں نے کہا کہ اب ہم نہیں آ سکتے اور دس پندرہ دن کے اندر حاجی صاحب وفات پا گئے۔ اِنّا للہِ واِنّا الیہِ راجعون ۰

۳۰۔ روٹی کم کھانے اور حبس دم کے متعلق سوموار ۱۳؍ محرم ۱۳۷۹ھ کو فرمایا۔ جو ابدال ہوتے ہیں ان کا جسم بہت پتلا ہوتا ہے اور وہ ہوا میں

اڑتے ہیں آپ کو چاہیئے کہ روٹی کم کھایا کریں۔ پہلے اس طرح کرو کہ کھانا دو وقت کھایا کرو۔ اس کے بعد لقمے گن کر کھایا کرو اور ہر روز ایک نوالہ کم کرتے جاؤ سات نوالوں پر آ کر رک جاؤ۔ جب سات نوالوں پر طبیعت جم جائے تو دو وقت کی بجائے ایک وقت روٹی کھاؤ اور چودہ نوالے اکٹھے کھا لو پھر ایک ایک نوالہ کم کرتے جاؤ حتیٰ کہ سات نوالوں پر پہنچ جاؤ۔ پھر سات نوالوں سے کم نہ کرو۔ حضرت عمر سات نوالے ہی کھایا کرتے تھے اس طریقہ سے جسم ہلکا کمزور نہیں ہوتا اور آسان طریقہ ہے۔ ہمارے طریقہ میں نہ کھانے سے تھوڑا کھا لینا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ حضرت مجدد صاحب نے فرمایا ہے۔

؎ نہ کھا اتنا کہ نکلے منہ سے باہر
نہ کم اتنا کہ جان تن سے نکلے!

پھر فرمایا کہ سانس بند کر کے اللہ ہو پڑھا کرو اور آہستہ آہستہ تعداد بڑھاتے جاؤ۔ حضرت میاں صاحب فرمانے لگے کہ میں ایک سانس میں ہزار بار اسم ذات پڑھ لیتا تھا۔ اس کو حبس دم کہتے ہیں حبس دم کرنے سے اثر بہت ہوتا ہے اور فرشتے بھی نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

۳۱۔ بروز سوموار ۱۰؍ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۳؍ ستمبر ۱۹۶۹ء کو ظہر کے وقت فرمانے لگے۔ یہ بات ابھی تم کو دور جا کر یعنی مدت کے بعد بتانی تھی۔ لیکن آج موقعہ مل گیا ہے۔ یہ نصیحت سرکار حویلی شریف

والوں نے مجھ کو تمام خلقت سے علیحدہ کر کے فرمائی تھی کہ ہر محل اور ہر حال میں نیکی اور بدی کا پیدا کرنے والا خدا تعالیٰ ہے لہٰذا چاہیئے کہ تو اس کے حکم و فعل سے خصومت و اختلاف نہ رکھے اور دل میں کسی قسم کا رنج و کرب نہ پیدا ہونے دے کیونکہ یہ چیز مشیت ایزدی کے برخلاف ہے۔ پھر بعد نماز عشاء کے فرمایا۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝

باری تعالےٰ فرماتے ہیں کہ قریب ہے لوگوں کا حساب لیکن وہ غافل ہیں۔ منہ پھیرے ہوئے دنیا کے کاروبار کئے جاتے ہیں۔ لیکن موت کی کچھ پرواہ تک نہیں۔ اس دنیا میں سب سے بڑی بات اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ تمام اولیاء اور علمائے کرام وعظ کرتے ہیں اور خطیب خطبہ پڑھتے ہیں۔ لیکن آخری کلام ان کا بھی یہی ہوتا ہے ولذکر اللہ تعالےٰ اعلےٰ و اولےٰ و اعظم و اکبر یعنی اللہ تعالےٰ کا ذکر سب سے بلند ہے یعنی سب ذکروں سے یعنی تمام جن انس کی یاد سے اللہ تعالےٰ کی یاد بلند ہے اونچی ہے اور بڑی ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ باری تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یاد کرو تو میں تم کو یاد کروں۔ اگر کسی آدمی کو ایک لاکھ روپیہ روزانہ ملتا ہے۔ لیکن اگر وہ ذکر الٰہی نہیں کرتا ہے تو سب فضول ہے۔ بلکہ اگر تنگی ہو کوئی مصیبت ہو پھر بھی ذکر الٰہی نہ چھوڑو اگر چھوڑ دیا تو ذلیل ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ماننا اور ان پر عمل کرنا یہ بھی ذکر الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے اسلام حقیقی مانگنا چاہیئے۔ لیکن یہ تمام

چیزیں پیر کا حکم ماننے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونا بس یہی دنیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یاد کو اپنا کسب بناؤ۔ پہلے میں صرف اکیلا اللہ اللہ کرتا تھا۔ تو خلقت بھی بہت ہوتی تھی۔ ذکر اذکار بھی بہت ہوتا تھا پھر میری شادی ہوئی اور میرے لڑکے ہوئے اب۔ اگر میں سو جاؤں تو میرے لڑکے ذکر اذکار کر رہے ہیں۔ تو اس میں بھی میرا حصہ ہے۔ حضرت غوث پاکؒ ایک سانس میں ۱۰۰ بار اللہ ہو پڑھتے تھے اور دل میں خیال کیا اب بہت ذکر کرتا ہوں۔ لیکن ایک دفعہ جب بازار میں سے گذر رہے تھے تو ایک دکاندار ایک سانس میں ہزار بار ذکر کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت متاثر ہوئے۔

۳۴۔ بروز بدھ وار ۳۰، دسمبر ۱۹۵۹ء ۲۹ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ کو پہلے رات کو کلمہ شریف کی اجازت فرمائی اور فرمایا کہ اس ترکیب سے پڑھا کرو۔ تہجد کی آخری چار رکعت میں پہلی رکعت میں سورۃ کافرون دوسری میں اخلاص سورۃ، تیسری میں سورۃ فلق اور چوتھی رکعت میں سورۃ الناس پڑھ کر پھر پانچ سو بار کلمہ شریف پڑھیں۔ نماز کے بعد پھر یہ دعا پڑھیں۔ الٰہی اظہر علی ظاہر سلطان آخر تک یا دوسری دعا۔ اللّٰھم لا تحرمنا بعوکات کلمۃ الطیبۃ آخر تک اور یہ دعا بھی ضرور پڑھا کرو الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو محبت اور معرفت عطا فرما۔ محبت اور عشق عطا فرما بطفیل محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ اور زیادہ ذکر دل سے کیا کرو لیکن جب دل ذکر نہ کرے تو زبان سے پوشیدہ طور پر ذکر کیا کرو اور نفی اثبات کو

۲۵ ہزار مرتبہ پڑھا کرو۔ پھر فرمانے لگے کہ جو دلیل انسان کی پھرتی رہتی ہے۔ اس دلیل اور خیال کے ساتھ سانس بند کر کے لا کو ناف سے کھینچ کر دماغ پر لے گیا اور الٰہ کو دائیں طرف والے مونڈھے پر اور تمام لطائف کی نفی کرتا ہوا الا اللہ کی ضرب دل پر لگائی۔ دل سے پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ دل قبول کرے۔

۳۳۔ ۲؍جون ۱۹۶۲ء ۲۷ ذوالحج ۱۳۸۱ھ کو جمعہ شریف کے دن مسجد میں فرمایا۔ آدمی جب نیکی کرتا ہے تو لذت کیوں نہیں محسوس ہوتی۔ اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ پھر آپ نے بھنورے کی مثال جو پھولوں پر بیٹھتا ہے۔ اور دوسرے گبریلے کی مثال جو دونوں ہم شکل ہوتے ہیں۔ بیان فرمائی ایک دفعہ دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ پھولوں والے نے کہا یار تو میرا ہم شکل ہے اور پھر گندگی اور گوبر پر بیٹھتا ہے۔ تجھ کو کیا لذت آتی ہے اس نے کہا چل تجھکو میں دکھاتا ہوں چنانچہ دونوں گوبر پر گئے لیکن پھولوں والا بھونڈ جلدی ہی غلاظت سے تنگ آ کر اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کا دوسرا ساتھی بہت ہی مست اور لذت یاب ہوا۔ تو پھر بھونڈ نے گبریلے کو کہا چل میں تجھ کو سیر کراؤں۔ چنانچہ اس کو اعلیٰ قسم کے پھولوں پر لے گیا تو بھونڈ کو بہت ہی مستی آئی۔ اور خوش ہوا لیکن گبریلا تنگ آ کر اٹھ کھڑا ہوا تو بھونڈ اس کو اس سے زیادہ خوشبو والے پھول پر لے گیا۔ لیکن اس کو پھر بھی کوئی لذت نہ آئی۔ آخر بھونڈ نے دل میں سوچا کہ اس کو لذت خوشبو کیوں نہیں آتی جب غور سے اس کو دیکھا تو اس کا پاؤں گوبر سے بھرا ہوا تھا۔ تب اس نے کہا جلدی سے اس

کو پھینک اس وجہ سے تم کو کوئی خوشبو وغیرہ نہیں آتی۔ تب نہر پر جا کر گبریلے کے خوب پاؤں دھوئے تو پھر اس کو پھولوں پر لے کر گیا تو وہ بہت لذت یاب ہوا۔ تو حضرت میاں صاحبؒ فرمانے لگے آدمیوں کی بھی مثال اس طرح ہی ہے۔ کہ آدمی گناہ چھوڑتا نہیں پھر کہتا ہے نیکی میں لذت کیوں نہیں آتی یا نیکی میں دل کیوں نہیں لگتا جب تک آدمی پاک صاف نہ ہو جائے اس کو نیکی میں کس طرح سرور آئے۔

۳۴۔ بروز اتوار ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ کو محمدی ڈیرہ میں فرمایا کہ خدا کے بندے بھوک سے بڑی لذت حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ان کی قوت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک شخص گندم کے چھان یا جو کی روٹی کھاتا تھا۔ دوسرے نے پوچھا کہ تجھ کو لذت کس طرح آتی ہے۔ اس نے جواب دیا جب بھوک صبر سے مل جاتی ہے۔ تو میرے لئے نان جو حلوا بن جاتی ہے۔ نعمت جوع کمینے اور گداؤں کو نہیں دیتے روٹی کے بندوں کے لئے رب نے با افراط روٹیاں میسر کر رکھی ہیں اور بندگانِ نان کی زندگی سے بھوکا مر جانا بہتر ہے۔ پھر فرمانے لگے انسان کے پاس دو خزانے ہیں۔ ایک سانس ہے دوسرا ذکر الٰہی۔ فرمایا ہم بادشاہ ہیں اگرچہ کسی کی سمجھ میں آتے یا نہ آئے یہ کہ تمام خزانے جو کہیں بھی ہیں، خواہ آسمان و زمین میں ہیں، سب اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہمیں کوئی نہیں دے سکتا۔ اب ہمارے پاس دولت ہر قسم کا مال روپیہ پیسہ خزانہ میں جمع تو ہے لیکن ہے اللہ تعالیٰ کے پاس دے یا نہ دے جتنی مرضی ہو گی دے گا۔ مثلاً ایک بچہ ہے اس کی ماں کے پاس کافی دولت

ہے اگر اس کی ماں نہ دے تو بچہ یہ نہیں کہے گا۔ کہ ہمارے پاس کچھ نہیں
ہے بلکہ کہے گا اللہ تو دیتا ہے اماں نہیں دیتی۔ اسی طرح ہمارے رب کے
پاس ہے تو سب کچھ جو کہ ماں اور باپ سے بڑھ کر رحیم و کریم ہے لیکن
اب اگر باری تعالیٰ نہ دیوے۔ تو اس کی مرضی ہم غریب نہیں ہیں۔

ایک مکتوب میں حضرت میاں صاحب نے فرمایا۔ "ہمت سے کام
لو درود وظائف کو بھی پورا کرو اور علم کو بھی حاصل کرو۔ انشاء اللہ نور
اعلیٰ نور ہو جاؤ گے۔ فکر نہ کریں تنہائی کو پسند کریں سستی سے کنارہ کریں ہر
وقت اسم ذات کا تصور نصیب ہو جائے تو بڑی دولت ہے۔ آپ کو چاہیے
کہ سورۃ لایلاف بغیر ترکات کے پڑھیں تہجد بالضرور پڑھیں۔ اب تو رات بھی
بہت لمبی ہے۔ اللہ والے سختیوں میں کامیاب ہوتے ہیں اور محنت
کرتے ہیں۔ سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مجاہدہ
کرنا اللہ والوں کا طریقہ ہے کیونکہ مجاہدہ سے نفس سیدھا ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات

حضرت میاں صاحب
رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ آدھی رات کے بعد بیدار ہوتے پہلے اٹھ کر نفی اثبات کا
ورد دیر تک فرماتے پھر تہجد کا وضو فرماتے۔ ۲ رکعت تحیۃ الوضو ادا
فرماتے۔ پھر پہلی رکعت میں آیت الکرسی خالدون تک اور دوسری رکعت
میں سورۃ البقر کی آخری دو آیت، آمن الرسول آخر تک پڑھتے۔ سلام کے بعد
کلمہ تمجید ۵ بار پڑھتے۔ تہجد کی نماز عام طور پر ۱۲ رکعت ادا فرماتے تہجد کی نماز

میں سورۃ یٰسین شریف، کبھی مزمل شریف اور زیادہ قل شریف پڑھتے ختم
خواجگان آخری سال میں تہجد کی نماز میں پڑھتے تھے۔ اور اکثر اوقات تہجد
کی نماز میں ۱۵ بار قل شریف پڑھ کر ۲۰۰ بار نفی اثبات پڑھتے اور چار رکعت
ادا فرماتے۔ آخری سال میں صلوٰۃ التسبیح اور ختم خواجگان تہجد کی نماز میں پڑھتے
تھے۔ تہجد کی نماز کے بعد ۱۰۰ دفعہ کلمہ شریف، پھر استغفار سو مرتبہ اور ۱۰۰
دفعہ درود شریف پڑھتے جب ختم خواجگان تہجد کی نماز میں نہیں پڑھتے
تو پھر ۱۰۰ دفعہ الحمد شریف اور ۱۰۰ مرتبہ الم نشرح حضرت میاں صاحب
کا معمول تھا۔ اس کے بعد مزمل شریف گیارہ مرتبہ پڑھتے۔ پھر نفی اثبات
کے ذکر میں مشغول ہو جاتے اور گھنٹوں پڑھتے۔ آخر میں مناجات پڑھتے
یا بندہ سے اکثر مناجات پڑھنے کو فرماتے اور صبح ہونے سے کچھ دیر پہلے
آرام فرماتے فجر کی اذان سنتے ہی اٹھتے اور وضو فرما کر سنت فجر کی گھر میں
ہی ادا فرماتے اور گھر سے چلتے وقت دروازہ میں کھڑے ہو کر آیت الکرسی
پڑھ کر چاروں طرف پھونک مارتے عموماً اول وقت پر فجر کی نماز ادا فرماتے
اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ میں نے جس دن سے ہوش
سنبھالا ہے۔ حضرت میاں صاحب کو ایک نماز بھی بغیر جماعت کے
پڑھتے نہیں دیکھا۔ صرف عمر کی آخری نماز آپ نے اکیلے ادا فرمائی اور ساتھ
ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ تو فجر کی نماز کے سلام کے بعد چند بار کلمہ
شریف پڑھتے پھر استغفار ۳ مرتبہ اور فاتحہ کا شروع پڑھتے آیت الکرسی
ایک دفعہ پڑھنے کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار

اللہ اکبر ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ۱۰ بار پڑھتے۔ پھر دعائے خیر فرماتے اور صلوٰۃ وسلام چند بار پڑھتے پھر دعا فرماتے اور دعا میں درود تنجینا پڑھتے۔ اور پھر گٹھلیوں پر درود پاک پڑھتے۔ درود پاک کی محفل میں بندہ آپ کے حکم مطابق ایک رکوع قرآن پاک کا مع ترجمہ تفسیر کے اور حدیث کی کتاب کا ایک ورق پھر تصوف کی کتاب سے ترتیب وار ایک ورق پڑھ کر سناتا پھر درود پاک کے اختتام پر یہ درود و سلام آپ طالبین کے ہمراہ پڑھتے۔ ہزاروں درود ہزاروں سلام بر روح محمد علیہ السلام علیک الصلوٰۃ علیک السلام علیک الصلوٰۃ حیاۃ النبی۔ تہجد کی نماز کے بعد کبھی کبھی دوستوں کے ہمراہ حلقہ بھی فرماتے اور خاص توجہ دیتے۔ درود شریف کی دعا کے بعد پھر اشراق کے ۴ نفل ادا فرماتے۔ پھر اوراد فتحیہ حزب البحر دلائل خیرات کا ورد فرماتے۔ حضرت صاحب کا یہ عین معمول تھا لیکن جس سال آپ حج مبارک کو گئے تھے اس سال اشراق کی نماز کے بعد نفی اثبات کے ذکر میں مشغول ہوتے اور کافی دن چڑھے تک کرتے۔ دوستوں کو طعام کھلانے کے بعد پھر ۴ رکعت نماز ضحیٰ ادا فرماتے۔ پھر نفی اثبات کے ذکر میں مشغول ہوتے۔ حزب اعظم بھی حضرت میاں صاحب کا اکثر معمول رہا ہے۔ حضرت میاں صاحبؒ ہر نماز کے بعد گیارہ بار کلمہ شریف پڑھ کر ۳ بار استغفار پڑھتے پھر ایک مرتبہ آیت الکرسی اور لقد جاءکم آخر تک پڑھتے۔ پھر سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھتے، پھر دعائے خیر فرماتے تمام نمازیں

میں اوّل وقت ادا فرماتے۔ عصر کی نماز کے بعد خاموشی اختیار فرماتے اور عام دوستوں کو بھی حکم فرماتے لیکن آخری دو تین سالوں میں بیمار رہنے کی وجہ سے یہ معمول ترک کر دیا تھا۔ بعد نماز مغرب کے ۲ رکعت حفظ الایمان و حفظ الامان ادا فرماتے اور ۶ رکعت نماز اوابین ادا فرماتے۔ پھر باقی وظائف پڑھتے۔ عشاء کی نماز وقت ہونے پر فوراً ادا فرماتے پھر کھانا تناول فرماتے اور دوستوں کو بھی کھلاتے۔ اگر کوئی دور سے مہمان آیا ہوتا تو پہلے اُسے کھلاتے۔ نماز عشاء و تروں کے بعد ۴ رکعت نماز صلوٰۃ اللیل ادا فرماتے۔ پھر سورۃ ملک اور سورۃ طارق سنتے اور مکمل ختم شریف سن کر تقریباً ۲۰۰ دفعہ درود شریف خضری پڑھتے اور دعائے خیر فرماتے۔ کبھی کبھی بعد دعا کے دوستوں کو توجہ بھی دیتے اور حلقہ کرتے سونے سے پہلے محاسبہ فرماتے اور سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۱۰۰ بار۔ اور لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۱۰۰ بار پھر استغفار کم از کم ۳ مرتبہ ضرور پڑھتے پھر نفی اثبات کے ذکر میں مشغول ہو جاتے اور آرام فرماتے۔ جمعہ کی نماز خواہ امام سمیت ۶ آدمی ہی ہوتے ادا فرماتے۔ اور بعد نماز جمعہ کے ۴ رکعت احتیاط الظہر ادا فرماتے اور رمضان المبارک کے ماہ مبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھتے اور ہر چار رکعت کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھتے۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا خَالِقَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا حَکِیْمُ یَا وَھَّابُ

یا رحیمُ یا توّابُ۔ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ۔ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْمَعْبُوْدِ۔ سُبْحٰنَ
الْمَلِكِ الْمَقْصُوْدِ۔ سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْمَوْجُوْدِ۔ سُبْحٰنَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ
سُبْحٰنَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْجَلَالِ وَالْكَمَالِ وَ
الْبَقَاءِ وَالثَّنَاءِ وَالضِّيَاءِ وَالْاٰلَاءِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ
سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا
رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ
اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ یا مُجِیْرُ یا مُجِیْرُ یا مُجِیْرُ درود برخواجہ عالم صلوٰۃ برمحمد

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص ارشادات جو آپ نے مخصوص درویشوں کو بتلائے۔

۱۔ اپنے شیخ مقتدا کی محبت اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت سے بیکار نہ رہ اگر ان میں سے ایک میں بھی فتور آگیا تو پھر خسارہ ہی خسارہ ہے۔

۲۔ یادِ خدا کو اپنا کسب بنا

۳۔ جب دل ذکر کرنے سے تھک جائے تو پوشیدہ طور پر زبان سے ذکر کر۔

۴۔ عورتوں سے پرہیز کر۔

۵۔ ہمیشہ باجماعت نماز ادا کر۔

۶۔ پیر نہ بن۔

۷۔ اپنے لئے لوگوں میں جگہ مخصوص نہ کروا۔ اور نہ ہی مصلے یا مسند بچھا

۸۔ جاہل صوفیوں سے سخت پرہیز کر۔

۹۔ لوگوں کے آگے مت چل تاکہ تکبر نہ پیدا ہو۔

۱۰۔ کسی سے وضو نہ کروا اور نہ ہی کسی سے کچھ لے

۱۱۔ ہمیشہ گم نام رہ۔

۱۲۔ لوگوں سے اپنے ہاتھ مت چوما

۱۳۔ اپنی جوتی کسی سے مت اٹھوا

۱۴۔ لوگوں سے اپنی تعظیم مت کروا۔ اگر وہ ادب کے لئے کھڑے ہوں تو اس جگہ نہ جا۔

۱۵۔ زیادہ دیر آدمیوں کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دے اور نہ ہی خود دنیا داروں کے پاس بیٹھ۔ تاکہ غفلت نہ پیدا ہو۔

۱۶۔ دروازہ بند کر کے بیٹھ تاکہ دنیا کے خیالات سے دل نہ پراگندہ ہو

۱۷۔ روٹی چارپائی پر بیٹھ کر نہ کھا۔

۱۸۔ بالکل تھوڑا کلام کر۔

۱۹۔ رات کو سونے سے پہلے محاسبہ کیا کر اور سبحان اللہ، الحمد للہ اللہ اکبر سو سو بار اور لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ۳ بار اور استغفار کم از کم ۳ بار ضرور پڑھ لیا کر۔

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص کمالات

۱۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو صدیقوں کی جماعت میں داخل فرمایا

۲۔ آپ دورِ حاضر کے مجدد تھے۔

۳۔ آپ کے جدِ امجد میاں محمد عیسیٰؒ نے پیش گوئی فرمائی کہ ساتویں پشت والا فرزندِ ارجمند ایک زبردست ولی اللہ ہوگا

۴۔ آپ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے اور اس دور میں صحیح معنوں میں پیش کیا۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہراً ایک آدمی آپکے پاس بھیجا اور اُس نے آکر بشارت دی کہ حضور پر نور نے آپ کو نائب رسول کا خطاب دیا ہے مکمل واقعہ کتاب میں دوسری جگہ درج ہے۔

۶۔ آپ نے تمام عمر توکلت علی اللہ بسر کی اور ہر کام کو اللہ کے سپرد فرمایا

۷۔ جب آپ حج کو تشریف لے گئے تو غلاف کعبہ بھی اس سال پاکستان کی طرف سے پیش کیا گیا۔

۸۔ حج میں خانہ کعبہ کے انوار آپ پر چمکے اور طوائف کعبہ میں اور نماز میں آپ پر مستی سی چھا جاتی۔ میاں صاحب نے خود خط میں تحریر فرمایا کہ کبھی کبھی اتنی مستی چھا جاتی ہے۔ کہ نماز میں رکوع سجود کا پتہ نہیں چلتا

۹۔ ایک آدمی کو آپ نے شروع میں بیعت فرمایا وہ مست ہوگیا اور کم و بیش ۴۰ برس اسی حالت میں گذار کر واصل باللہ ہوگیا۔

۱۰۔ ایک ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی نظر مجھ پر پڑتے ہی میرا قلب جاری ہوگیا۔

۱۱۔ ایک آدمی سلطان نامی کو کان کے پیچھے پھنسی تھی۔ آپ نے توجہ فرمائی

پھنسی فی الفور غائب ہوگئی

۱۲۔ ایک تحصیلدار صاحب کو جو کہ قریب المرگ تھے آپ نے دم فرمایا فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

۱۳۔ شروع میں جب آپ مکان شریف حاضر ہونے لگے تو حضرت پیر حسین دستگیر المعروف بھورہ شریف والے جن کا مزار مبارک حضرت امام علی شاہ کے قریب واقع ہے آپ کو بیعت فرمایا۔

۱۴۔ شب برات کو آپ پر ظاہر فرما دیا گیا کہ آپ کا وصال مبارک اسی سال ہوگا۔ اسی واسطے حضرت صاحب نے اس سال تمام ماہ رمضان مبارک اعتکاف میں گذارا ہر سال حضرت میاں صاحبؒ کا رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف فرماتے تھے۔

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ کے خلفاء

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ نے مندرجہ ذیل دوستوں کو کمال شفقت سے مہربانی فرماتے ہوئے صاحب مجاز فرمایا۔

میاں محمد مظہر احسان صاحب، صوفی محمد حسین صاحب، صوفی محمد یعقوب صاحب۔ میاں محمد یوسف صاحب احمد آبادی ایم۔ اے منظور احمد لائلپوری، میاں غلام علی صاحب ، میاں سلطان احمد صاحب پنجہ شریف۔ ڈاکٹر محمد رمضان صاحب رنگپوری۔ حافظ گلزار احمد صاحب، حافظ محمد اسمٰعیل صاحب، میاں خوشی محمد صاحب، فقیر پر تقصیر محمد اصغر

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ کی وفات

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد زعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما!

زندہ دل انسان یہاں بھی زندہ ہے اور قبر و حشر میں بھی زندہ ہے مردہ دل یہاں بھی مردہ ہے اور آخرت میں بھی مردہ ہے۔ حضرت میاں صاحبؒ وفات سے پہلے دو تین سال اکثر فرمایا کرتے اگر میں مر جاؤں تو کچھ غم نہیں میں نے اپنا تمام کام مکمل کر دیا ہے وفات سے چند دن پہلے ایک دن آپ فرمایا کہ میرا اب وقت قریب ہے۔ بندہ نے عرض کی حضرت چند کام ایسے ہیں جو آپ کے سوا نہیں ہو سکتے۔ ابھی آپ کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا اب میری جگہ تم کام کر سکتے ہو اگر مر جاؤں تو کچھ غم نہیں۔ ایک آدمی لیہ شہر سے تقریباً ا سال پہلے ایک چارٹ بنا کر لایا جس پر کل نفس ذائقۃ الموت لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا پیغام مجھے آ گیا ہے کہ تو تیاری کر لے وفات سے دو تین سال پہلے آپ کو وجع الکتف کی بیماری ہوئی لیکن آہستہ آہستہ ٹھیک ہو گئی۔ آخری پانچ مہینوں میں حضرت صاحب اکثر علیل رہتے۔ شب برات پر آپ کو ظاہر فرما دیا گیا تھا کہ آپ کا وصال اس سال ہو گا۔ چند ماہ فوت ہونے سے پہلے آپ یہ دعا اکثر ہر نماز کے بعد پڑھتے۔

اللھم بارک لی فی الموت و فی ما بعد الموت حضرت امام علی شاہ

صاحب کے عرس شریف سے واپسی کے وقت بہت سے دوستوں کو فرمایا کہ شاید تاریخ وفات میری میاں شیر محمد شرقپوری سے مل جائے آخری دنوں میں حضرت صاحب بہت کمزور ہو گئے تھے۔ لیکن پھر بھی تمام نمازیں جماعت سے ادا فرماتے۔ آخری دنوں میں حضرت میاں صاحب عشاء کے بعد خاص طور پر دوستوں کے ہمراہ حلقہ کرتے اور توجہ دیتے۔ وفات سے دو دن پہلے آپ نے تمام گھر کے افراد اکٹھے کئے اور تمام کے لئے فرداً فرداً دعا فرمائی اور یہ بھی فرمایا شاید پھر موقع نہ ملے وفات سے چند دن پہلے دوستوں نے مشورہ کیا کہ حضرت آپ کو ملتان لے جاتے ہیں۔ اور بعض لیہ کے دوستوں نے اصرار کیا کہ آپ کو تونسہ کا لیہ لے جاتے ہیں۔ لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ اور فرمایا میرا وقت قریب ہے تاہم سب گھر والوں اور دوستوں نے اصرار کیا کہ آپ کو لیہ ضرور لے چلیں گے۔ لیکن جب آپ وہاں گئے تو صرف ایک دو گھنٹہ ٹھہرے اور فرمایا مجھے واپس لے چلو اور گھر واپس تشریف لے آئے وفات کے روز دوپہر کے قریب آپ بار بار پوچھتے کہ اب کیا وقت ہے۔ اور فرماتے میرا وقت بالکل قریب ہے۔ تمام گھر والے گھر میں اور درویش مسجد میں ذکر کلمہ شریف میں مشغول تھے۔ ادھر سورج ڈھل رہا تھا۔ اور ادھر آفتاب ہدایت ہمارے سروں سے ڈھل رہا تھا۔ ۱ بجے کے قریب آپ نے فرمایا مجھے اس طرح معلوم ہوتا ہے جیسے عشاء کا وقت ہے پھر آپ نے وقت پوچھا اور چارپائی پر ہی نماز ادا فرمائی۔ وفات سے کم و بیش آدھ

گھنٹہ پہلے حضرت کے دہان مبارک میں بالکل سفید روشنی سی نظر آتی تھی نماز کے دوران بھی آپ کو غشی سی ہو جاتی۔ جب پھر حالت صحیح ہو جاتی تو نماز ادا فرماتے۔ وعلائے خیر زمانے کے بعد آپ نے حکم دیا کہ کلمہ شریف پڑھو۔ تمام لوگ کلمہ شریف کے ورد میں مشغول تھے کہ آپ نے فرمایا اب درود شریف پڑھو، بزرگ آگئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا اب کلمہ شریف پڑھو۔ وفات کے وقت میں بالکل آپ کے قریب تھا۔ بندہ نے دیکھا کہ حضرت میاں صاحبؒ کی زبان مبارک بڑی تیزی سے کلمہ شریف کا ورد کر رہی ہے حتیٰ کہ آپ کی زبان مبارک تالو سے لگ گئی۔ اس طرح ٹھیک ۳ بجے ظہر ۳، ربیع اول ۱۳۹۴ھ کو یہ شہباز لامکانی پرواز کر کے خالق حقیقی سے جا ملا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کا چہرہ مبارک ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ سو رہے ہیں۔ گیارہویں روز بندہ کو حضرت میاں صاحب خواب میں ملے اور فرمایا کہ میں زندہ ہوں صرف آٹھ پہر مجھ پر موت کی غشی طاری ہوئی تھی۔ بعد وفات کے حضرت میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ نزع کے وقت خود حضور تشریف لائے تھے جب میں نے کہا تھا، بزرگ آگئے ہیں اسوقت رسول اللہ تشریف لائے تھے۔ بعد وفات کے خواب میں حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ جب قبر میں مجھے اتارا گیا تو رسول اللہ تشریف لائے تھے اور منکر نکیر نے من ربک من دینک سوال کئے تو حضور نے خود فرمایا کہ اللہ اس کا رب ہے اور میں اس کا نبی ہوں۔ خواب میں میاں صاحب نے یہ بھی فرمایا جس طرح میں زندہ ہوا ہوں کوئی فقیر اس طرح زندہ نہیں ہوا۔

اشکہائے عقیدت

شبنم ترے مرقد پہ اشکبار ہے — نوحہ خواں ہے یہاں باد نسیم
کتنے اداس ہیں وادی کے پھول — بے کیف ہے کیوں آج شمیم
ہر لب پہ ہے آہ و نالہ و فریاد — مرغ بسمل ہے ہر قلب سلیم
ایک درویش ہوا راہی ملک عدم — جس نے ذروں کو کیا دُرِ یتیم
کتنے ہی بیماری دل کے مریض — منتظر ہیں تیری نظر کے حکیم
جو تھے پامال ستم ہائے دہر — باعث رحمت تھی انہیں تیری گلیم
مونس و ہمدم کوئی تجھ سا کہاں — بے سہاروں کا تھا تو ہی تو ندیم
پیکر صبر و رضا آہ وہ مرد فقیر — جس نے دیا درس شیوہ تسلیم
عزم و حوصلہ میں اک کوہ گراں — معترف حسن اخلاق کے ہیں تیرے تغنیم
نغمۂ توحید تیرے در سے ہے جاری — عاصیوں کو تیرا آستاں ہے حریم
وہ کیف کہ میخانہ تیرے سے رواں ہے — میکشوں کو یہاں ہوتا ہے تقسیم
کون کہتا ہے کہ مر جاتا ہے درویش — مو تو قبل ان تموتو جنکی ہو تعلیم
زندہ ہو جاتے ہیں جو ہستی کو مٹا کے — انہیں سے روشن ہی جبین ہفت اقلیم
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ہے طوطی شیراز کا یہ سخن قدیم
تیری نگہ سے جو روشن ہیں قلب و نظر — کبھی ڈگمگاتا نہیں ان کا عزم صمیم
میری مشت خاک کا ہر ذرہ ہی مظہر اسکا — تو نے جو کیا مجھ پہ احسان عظیم

اٹھ کے دیکھ تیرے قدموں میں منظور
لایا ہے اشکوں کی یہ تنظیم